ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

مُحدِّث

لاہور پاکستان

مدیر اعلیٰ

ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی

398 | اپریل 2025

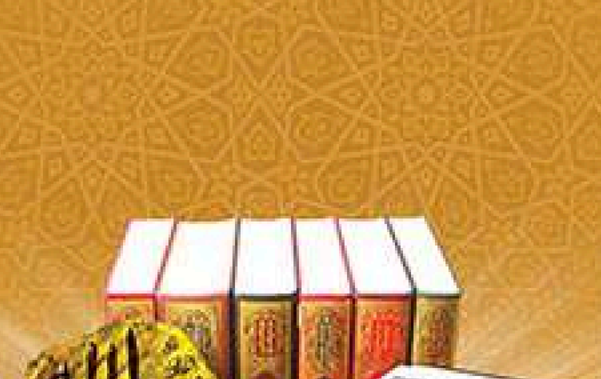

مجلس التحقیق الاسلامی

اعلان داخلہ

جامعۃ لاہور الاسلامیۃ

کے شعبہ المعهد العالي للعلوم الاجتماعية

بیاد

مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

شیخ التفسیر حافظ محمد حسین روپڑی رحمہ اللہ

لاہور انسٹیٹوٹ فار سوشل سائنسز

Lahore Institute For Social Sciences

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے الحاق شدہ

درس نظامی + 4 سالہ بی ایس اسلامک سٹڈیز

ریگولر کلاسز کا آغاز (برائے طلباء و طالبات)

مصروف طلبہ کیلئے Evening کلاسز کی سہولت۔

عالیہ / بی اے کی سند کے حاملین کے لیے ڈائریکٹ 5th سمیسٹر میں داخلہ جاری ہے۔

اہلیت: F.A,ICS,F.SC یا کسی بھی وفاق سے ثانویہ خاصہ کیا ہو۔

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے جدید دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ رہتے ہوئے قرآن وسنت کے حقیقی علم سے بھی بہرہ ور ہوں، تو آیئے جامعہ لاہور الاسلامیہ نے اس خواب کو حقیقت بنانے کے لیے ایک نئے شاندار تعلیمی نظام کو متعارف کروایا ہے، جہاں درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ B.S اسلامک سٹڈیز ریگولر کلاسز کی معیاری تعلیم دی جا رہی ہے۔

اب آپ کے بچے دین و دنیا کی کامیابی کے لیے مضبوط علمی بنیاد حاصل کرسکتے ہیں۔

خصوصیات

- تعلیم کے ساتھ بہترین تربیت، تاکہ علم کے ساتھ کردار بھی سنورے
- درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ جدید عصری تعلیم کا حسین امتزاج
- بی ایس کی ڈگری، جو تعلیمی وپیشہ ورانہ ترقی میں معاون ثابت ہو
- عربی زبان میں مہارت کے لیے خصوصی توجہ
- قرآن وحدیث کا گہرا فہم اور فقہی بصیرت
- آرام دہ اور پرسکون تعلیمی ماحول
- پانچ کنال پر مشتمل شاندار بلڈنگ
- غیر نصابی سرگرمیاں

شرائط داخلہ

- ریگولر بی ایس (اسلامیات) میں داخلہ کے لئے ایف اے پاس ہونا ضروری جبکہ ثانویہ عامہ یا میٹرک پاس طلباء کے لیے 6 سالہ درس نظامی + ریگولر بی ایس
- داخلہ تحریری و تقریری ٹیسٹ کی بنیاد پر ہوگا
- داخلے کے وقت والد / سرپرست کی موجودگی لازمی ہے
- رجسٹریشن فیس: 500 روپے (آن لائن فارم کے ساتھ جمع کروانا لازمی)
- رجسٹریشن کے لیے درج ذیل معلومات دیے گئے نمبرز پر واٹس ایپ کریں: نام / ولدیت / سابقہ تعلیمی قابلیت / مکمل پتہ / رابطہ نمبر

داخلہ ٹیسٹ کی تاریخ 06 اپریل 2025 صبح 9 بجے (بروز اتوار)

نوٹ: درس نظامی کا اقامتی ادارہ بیت العتیق کیمپس میں منتقل کیا جا چکا ہے۔
آٹھ سالہ روایتی دینی تعلیم کے شائقین سے گزارش ہے کہ وہ سات اپریل، بروز سوموار، دوسری عمارت (البیت العتیق) میں تشریف لائیں۔

مزید معلومات کے لیے رابطہ کریں

0321-2637163
0300-8002329

الداعی

ڈاکٹر حافظ عبدالرحمن مدنی
رئیس جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ)
91- بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

مِلّتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

مُحدّث
لاہور پاکستان

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی رحمہ اللہ

مدیر منتظم
ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی

مدیر
ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

جلد 56 | اپریل 2025ء / شوال ۱۴۴۶ھ | عدد 02

مجلس مشاورہ

▪ مولانا ارشاد الحق اثری ▪ حافظ ثناء اللہ زاہدی ▪ حافظ مسعود عالم ▪ ڈاکٹر حافظ حسن مدنی
▪ حافظ محمد شریف ▪ ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد ▪ حافظ محمد امین محمدی

فہرستِ مضامین

صفحہ	عنوان	مصنف	باب
4	کیا فرقہ وارانہ تشدد کے سامنے حکومت گھٹنے ٹیک دے گی؟	اداریہ	فکر و نظر
11	شرح کتاب التوحید (صحیح بخاری)	عبد الرحمن عزیز	عقائد اہل سنت
18	احادیث میں غیر مسلموں سے مشابہت کی ممانعت	ڈاکٹر حافظ حسن مدنی	حدیث و سنت
32	علوم تجوید و قراءات کی فرضیت	حافظ عبد الاعلیٰ درانی	تجوید القرآن
43	سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز تذکرہ	درس: فضیلۃ الشیخ سعید مجتبیٰ سعیدی رحمہ اللہ	علم و حکمت
49	پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی رحمہ اللہ	محمد آصف سعد	یاد رفتگاں
55	محدثِ وقت شیخ ابو اسحاق الحوینی... ایک شمع جو بجھ گئی!	حافظ حسین قدوسی	یاد رفتگاں
61	ملتقیٰ فضلاء جامعہ لاہور الاسلامیہ	عبد الرحمن عزیز	رپوتاژ
69	جامعہ لاہور الاسلامیہ کی سالانہ پروقار تقریبات	پروفیسر حافظ محمد طیب	رپوتاژ

مدیر معاون
عبد الرحمن عزیز
0308-4131740

مینیجر
محمد اصغر
0305-4600861

زر سالانہ	600/- روپے
فی شمارہ	100/- روپے
بیرون ملک	
زر سالانہ	30/- ڈالر
فی شمارہ	5/- ڈالر

Monthly Muhaddis
A/c No: 984-8
UBL-Model Town
Bank Squre Market, Lahore.

دفتر کا پتہ

99 جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700
042-35866396, 35866476
Email:
Mohaddislhr@gmail.com

Publisher:
Hafiz Abdur Rahman Madni
Printer:
Shirkat Printing Press, Lahore.

Islamic Research Council

محدّث کتاب و سنّت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے لہٰذا کا مضمون نگار حضرات سے کُلّی اتفاق ضروری نہیں!

کیا فرقہ وارانہ تشدد کے سامنے حکومت گھٹنے ٹیک دے گی؟

پاکستانی قانون کے مطابق تمام سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیاں اپنے رہائشیوں کی سماجی اور مذہبی ضروریات پورا کرتے ہوئے پارک، قبرستان اور مساجد کے لئے اراضی مختص کرتی ہیں۔ بعض رہائشی سوسائٹیاں خود مساجد کا انتظام کرتی ہیں اور بعض انتظامات کی ذمہ داری معتمد اداروں یا افراد کے حوالے کر دیتی ہیں۔ اہل سنت کے تینوں مکاتب فکر بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کے پاس سوسائٹیز کی مساجد موجود ہیں، اہل تشیع کو بھی تقریباً ہر بڑی سوسائٹی میں امام بارگاہ کے لیے جگہ ملی ہوئی ہے۔ اس کا زیادہ منظم طریقہ تو اسلام آباد میں اختیار کیا گیا ہے، جہاں ہر مکتب فکر سے وابستہ افراد کو مساوی طور پر مساجد کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔

چند سال سے مساجد کی تعمیر و انتظام کے لئے فرقہ وارانہ رجحانات میں تیزی آئی ہے اور حکومتی اداروں میں بیٹھے ہوئے عہدیداران و ملازمین نے مسلک کی بنیاد پر جانبداری کا واضح سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ہر سرکاری دفتر میں بڑی جماعتوں کے نمائندے، اپنے ہم مسلکوں کو خاص رعایتیں دیتے ہیں۔ یہ ایک غیر صحت مند، غیر شرعی اور غیر اخلاقی عمل ہے، جو گھن کی طرح چاٹتے ہوئے معاشرے کو فرقہ بندی میں تیزی سے دھکیل رہا ہے۔ پاکستان کے سیاسی منظر نامے میں تحریک لبیک پاکستان (TLP) کی آمد سے فرقہ وارانہ تشدد اور جذباتی اشتعال انگیزی میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ اور حکومتی اداروں کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ وہ اس کا سدباب کرنے کی بجائے فرقہ وارانہ تشدد اور اشتعال انگیزی سے گھبراتے ہوئے، ان کے سامنے بچھتے چلے جا رہے ہیں جس سے وطن عزیز میں اشتعال دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

گذشتہ ماہ فرقہ واریت کے اس معاشرتی ناسور کا ایک نیا واقعہ سامنے آیا۔ ۲۰۰۷ء میں ایل ڈی اے ایونیو ا کی ۹ کنال پر محیط، مرکزی مسجد کا NOC ایل ڈی اے آفس اور ڈی سی آفس نے ادارہ محدث کے سرپرست ادارے 'اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ' کو جاری کیا تھا۔ پھر ۲۰۰۸ء میں 'اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ' کو الاٹمنٹ لیٹر بھی جاری کر دیا گیا۔ لیکن ادائیگی کے مسلسل مطالبے کے باوجود، ٹرسٹ کو پیش قدمی کا موقع نہ دیا گیا، جس پر اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ نے لاہور ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا۔ ہائی کورٹ نے دلائل سن کر ۲۰۱۳ء میں

اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ ٹرسٹ کے ذمہ دار بتاتے ہیں کہ جب وہ عدالت سے باہر نکلے تو ایک آدمی نے ہمیں روک کر کہا: آپ نے عدالت سے فیصلہ تو کرا لیا ہے، لیکن مسجد آپ یہاں نہیں بنا سکیں گے اور ایسا ہی ہوا کہ جب ایل ڈی اے سے ہائی کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کی درخواست کی گئی تو جواب ملا کہ اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایل ڈی اے اپنی سوسائٹیز کی تمام مساجد کی تعمیر وانتظام خود چلائے گا۔

پھر ایل ڈی اے نے لاہور میں اپنی تین نئی ہاؤسنگ سکیموں: ایل ڈی اے ایونیو، جوبلی ٹاؤن اور موہلن وال میں تین مرکزی مساجد کے لئے مختص اراضی پر مساجد کی خود تعمیر میں کروڑوں روپے کی خطیر رقم صرف کی۔ ۲۰۱۸ء میں ان مساجد کی تعمیر کے لئے اپنے حق میں این او سی حاصل کئے۔ ان مساجد کی ملکیت کو اپنے پاس رکھتے ہوئے، ۲۰۲۴ء میں اُنہیں فعال کرنے کے لئے اچھی شہرت والے مختلف ٹرسٹوں سے معاہدے کئے گئے۔ جو یہاں کسی فرقہ / مسلک سے بالاتر ہو کر اور چندہ مانگے بغیر، عوام کی پرسکون عبادات کے لئے ضروری نگرانی اور اخراجات (مثلاً یوٹیلیٹی بلز، عملہ کے مشاہرے اور روزمرہ اخراجات) کا انتظام کریں گے۔ نیز یہ ٹرسٹ ایل ڈی اے کی مزید مساجد کی تعمیر کی ذمہ داری بھی پوری کریں گے۔

۱۷ر فروری ۲۰۲۵ء کو ایل ڈی اے کے ڈائریکٹر ہاؤسنگ جناب صہیب عمر نے تینوں مساجد کا انتظام وانصرام متعلقہ ٹرسٹوں کے ذمہ داران کو بلا کر، ان کے حوالے کر دیا۔ ایل ڈی اے کی مرکزی مسجد کا معاہدہ المرکز ٹرسٹ سے ہوا، جوبلی ٹاؤن کی مسجد کی ذمہ داری غنی روضۃ الجنۃ ٹرسٹ کے حوالے کی گئی۔ مسجد میں پہلی اذانِ ظہر کی سعادت (ٹرسٹ کے چیئرمین) ڈاکٹر انوار احمد خاں غنی نے حاصل کی اور خود پہلی نمازِ ظہر کی امامت کی۔ ڈاکٹر صاحب، مشہور زمانہ غنی فاؤنڈیشن کے علاوہ ازمیر ٹاؤن، لاہور میں متعدد مساجد کی براہِ راست نگرانی کر رہے ہیں۔

اُنہوں نے اپنے ٹرسٹ کی طرف سے جوبلی ٹاؤن جامع مسجد میں خطابت اور انتظامات کی ذمہ داری پنجاب یونیورسٹی میں 'شعبہ اطلاقی علوم اسلامیہ' کے چیئرمین ڈاکٹر حافظ حسن مدنی کے حوالے کی۔ ڈاکٹر صاحب نے یہاں پہلا خطبہ جمعہ ۲۱ر فروری ۲۰۲۵ء کو دیا، اور پہلے جمعہ میں ہی مسجد کے تینوں ہال نمازیوں سے کھچا کھچ بھر گئے۔ عام نمازوں میں بھی اہالیانِ محلہ کی تعداد سیکڑوں سے تجاوز کر گئی۔ ڈاکٹر حافظ حسن مدنی ایک معروف علمی خاندان کے چشم وچراغ ہیں جو صدی بھر سے برصغیر میں دینی خدمات انجام دے رہا ہے، اور اس خاندان میں بے شمار ڈاکٹرز کے علاوہ، خاندان کا ہر بچہ، بچی قرآن مجید کا حافظ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی تشدد و فرقہ واریت سے بالاتر عالمانہ شخصیت اور تحقیقی خدمات معروف ہیں۔

مسجد میں فوری طور پر رمضان المبارک کے حوالے سے قرآن مجید کے دورۂ تفسیر برائے خواتین کا آغاز

کر دیا گیا۔ نمازِ فجر کے بعد، مختصر درسِ قرآن، نمازِ مغرب کے بعد مختصر درسِ حدیث اور عوام کے لئے مفت کھانے اور رمضان میں افطاری کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ اہالیان محلہ سے تعارفی نشست ۲۳ر فروری کو منعقد کی گئی، اور ۲۵ فروری ۲۰۲۵ء کو تلاوتِ قرآن کی ایک روح پرور مجلس کا شاندار انعقاد بھی کیا گیا۔

جوبلی ٹاؤن کے قرب وجوار کے علاقوں: شیر شاہ اور بھوبتیاں گاؤں وغیرہ میں بد قسمتی سے فرقہ واریت کی طویل روایت رہی ہے۔ فرقہ بندی اور شدت پسندی کا بیک گراؤنڈ رکھنے والی تحریک کے چند انتشار پسندوں نے جوبلی ٹاؤن مسجد میں توحید ورسالت کی خالص دعوت کے مقابل فرقہ وارانہ دعوے شروع کر دیے اور مسجد فعال ہونے کے چند دن بعد ۲۰۱۳ء کے ایک غلط این او سی کا دعویٰ کر دیا۔ حالانکہ خود بریلوی علما مانتے ہیں کہ جس این او سی کی بنیاد پر وہ اس مسجد کا دعوی کر رہے ہیں، وہ جوبلی ٹاؤن سی بلاک کا ہے، نہ کہ سوک سنٹر کی مسجد کا۔ ایل ڈی اے عہدیداران سے ہونے والی باضابطہ میٹنگوں میں بھی اُنہوں نے ان حضرات پر دوٹوک الفاظ میں واضح کیا کہ ان کے پاس موجود این او سی، موجودہ جامع مسجد کی بجائے کسی اور جگہ کا ہے، جہاں واقفانِ حال افراد بتاتے ہیں کہ اٹک پٹرول پمپ تعمیر کر دیا گیا ہے۔ گویا جوبلی ٹاؤن کی مرکزی جامع مسجد کا کوئی مبینہ این او سی درست نہیں۔ یہ مسجد ایل ڈی اے کی ہی ملکیت ہے اور ایل ڈی اے انتظامیہ نے ۲۰۱۸ء میں ان تینوں مساجد کی تعمیر کے لئے مشترکہ این او سی حاصل کر کے سلسلہ تعمیر کا آغاز کیا تھا۔

لیکن شدت پسندوں نے سوسائٹی میں ناجائز پروپیگنڈا کا سہارا لیا اور سوشل میڈیا پر عوام الناس کو جذباتی نعروں سے مشتعل کرنا شروع کیا۔ سپیکرز سکواڈ کے ذریعے سرکاری اداروں کے باہر شدید بیان بازی اور الزام تراشی کو معمول بنایا گیا، جس سے گھبرا کر ڈپٹی کمشنر لاہور نے ڈائریکٹر ایل ڈی اے کو مسجد بند کرنے کے فوری احکام صادر کر دیے اور حالات معمول پر آنے کے انتظار کو کہا۔ جب اس زیادتی پر احتجاج کیا تو کہا گیا کہ ہم وہی کریں گے جس کا اوپر سے آرڈر آئے گا۔ اس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ حکومتی اداروں میں بیٹھے ہوئے کچھ لوگ اس فرقہ بندی اور شر پسندی کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ حکومت اور انتظامیہ نے قرآن وسنت، امن وسلامتی اور قانون پسندی کی بجائے فرقہ وارانہ تشدد اور جھوٹی، جذباتی اشتعال انگیزی کے آگے سر جھکا دیا ہے؟

بریلوی ہونے کے دعویداران شر پسند افراد کو کسی بھی قومی مذہبی لیڈر کی تائید حاصل نہیں۔ دینی جماعتیں ایسے نفرت انگیز رجحانات اور علانیہ بیانات سے پہلو بچاتی ہیں۔ جب این او سی میں راہ نہ ملی تو ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ جوبلی ٹاؤن کے شہری بریلوی مسجد کے حق میں ہیں اور ان کی یہاں اکثریت ہے۔ حالانکہ بریلوی مکتبِ فکر کی اس علاقہ میں پہلے ہی پانچ مساجد موجود ہیں۔ اس کے علاوہ موہلن وال کی مسجد کی ذمہ داری

بھی بریلوی امام کے سپرد ہے۔ اگر اکثریت کے دعوے کو مان لیا جائے تو اس ناطے شیعہ مکتب فکر کو تو پاکستان میں کسی بھی سوسائٹی میں عبادت گاہ بنانے کا موقع نہیں مل سکتا۔ ایل ڈی اے انتظامیہ نے بھی اپنی تعمیر شدہ مسجد میں فرقہ واریت سے بالاتر ہونے کا معاہدہ کر رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جدید سوسائٹی میں عوام کی عظیم تعداد فرقہ وارانہ سوچ سے بالا عبادت کرنا چاہتی ہے، اور وہ اس کے لئے کئی اجتماعات اور ملاقاتیں منعقد کر کے اپنا پیغام حکام بالا کو پہنچا بھی چکے ہیں۔

جوبلی ٹاؤن مسجد کے باہر رکشے اکٹھے کر کے، نعرے لگانے والوں کا دعویٰ ہے کہ پاکستان کی عوام، پولیس، فوج اور سرکاری ادارے سب تحریک لبیک کے ہیں۔ اگر اس کو مان لیا جائے تو پھر کیا تحریک لبیک سے غیر وابستہ حضرات کو اس ملک سے نکل جانا چاہیے۔ کیا وہ انڈیا کے باسی ہیں؟ اور تحریکِ لبیک کو یہ ہمت کس نے دی کہ وہ مودی اور بال ٹھاکرے کی زبان استعمال کرتے ہوئے پاکستان کے امن کو سبوتاژ کریں، اور یہاں فرقہ وارانہ تقسیم کو ہوا دیں۔ پاکستان سراسر کلمہ طیبہ پر بنا ہے، اور توحید و رسالت کے سب علم بردار مسلمانوں کو یہاں مساوی حقوق حاصل ہیں۔

مسلک اہل حدیث شخصیت پرستی اور فرقہ بندی سے پاک خالص قرآن وسنت کی دعوت پر مبنی ایک تحریک ہے۔ اس مسلک سے وابستہ لوگ محب وطن، قانون پسند، دوسرے مسالک کا احترام کرنے اور ہمیشہ سے پُر امن رہنے والے ہیں۔ اس مسلک سے وابستہ لوگوں نے انگریز کو ہندوستان سے نکالنے میں اپنی جان مال اور اولاد قربان کی۔ پھر جب تحریک پاکستان کا آغاز ہوا تو انہوں نے ہر اول دستہ کا کردار ادا کیا۔ تحریک پاکستان میں پنجاب کا حصہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، اس وقت مسلم لیگ پنجاب کے صدر مولانا محمد داؤد غزنوی تھے جو جمعیت اہل حدیث، ہند کے صدر تھے۔

موجودہ حالات میں اہل حدیث کی سب جماعتیں (مرکزی جمعیت اہل حدیث، مرکزی مسلم لیگ، جمعیت اہل حدیث، جماعت اہل حدیث، قرآن وسنت موومنٹ اور لاہور کے تمام دینی مدارس اور مراکز) اس کاز پر متفق ہیں، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اُنہیں ایک شرپسند گروہ کے سپیکر پروپیگنڈے کی بنا پر دیوار سے لگایا جارہا ہے۔ ایک شرپسند گروہ نے فرقہ واریت کا آغاز کر کے، لوگوں کو بھڑکایا اور ناجائز مشتعل کیا ہے۔ دوسری طرف اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ کی انتظامیہ نے اس سارے عرصہ میں نہ صرف تمام مکاتبِ فکر کے علما و خطبا کو استقبالیہ دے کر احترام و محبت کی اسلامی تعلیم کو فروغ دیا۔ پر امن اور صبر پر کاربند رہے، جھوٹے پروپیگنڈے پر خاموشی کا دامن تھاما۔ عظیم دینی مقاصد کے لئے ایل ڈی اے کی بڑی مسجد کا این او سی موجود ہونے کے باوجود اپنا حق لینے سے بھی رکے رہے۔ پھر انتظامیہ کے مطالبے پر، پر امن طریقے سے جوبلی ٹاؤن مسجد بھی ان کے

حوالے کر دی۔

ڈپٹی کمشنر، لاہور سید موسیٰ رضا کے حکم پر جامع مسجد جوبلی ٹاؤن کی بندش کو ایک ماہ سے زائد ہو چکا ہے۔ رمضان کے مبارک مہینے میں مسجد میں نمازیں، اذانیں، تراویح واعتکاف اور خطبات جمعہ بند ہیں جو قرآن کی رو سے بدترین ظلم وزیادتی ہے۔ انتظامیہ نے امن کمیٹیوں کے ذریعے اس مسئلہ کا پرامن حل نکالنے کی کوشش کی، متعدد میٹنگیں ہوئیں۔ جہاں آمنے سامنے ملاقاتوں میں یہ بات ثابت ہو گئی کہ علاقے کے بریلوی پس منظر رکھنے والے افراد کے پاس جب اس مسجد کا کوئی این او سی ہی نہیں ہے تو وہ جامع مسجد جوبلی ٹاؤن میں سرے سے فریق ہی نہیں بنتے۔ اگر ایل ڈی اے انتظامیہ کے بقول یہ این او سی یہاں کا نہیں ہے، تو پھر جس مقام کا بھی ہو، ان کا یہ اختلاف ایل ڈی اے کے ساتھ تو ہو سکتا ہے، لیکن اس میں جامع مسجد جوبلی ٹاؤن کی انتظامیہ اور اہالیان علاقہ کا کوئی قصور نہیں کہ نقضِ امن کے نام پر ایک جاری مسجد کو بند کر دیا جائے۔ جب اس مسجد کو انتظامیہ نے باقاعدہ معاہدے کے تحت غنی ٹرسٹ اور ڈاکٹر حافظ حسن مدنی صاحب کے انتظام وانصرام میں دیا ہے، اور اس معاہدے میں کوئی خلاف ورزی نہیں کی گئی جیسا کہ تمام حکومتی ادارے مسلسل اس امر کی شہادت دے رہے ہیں تو پھر قانون کو ثابت قدمی سے نافذ کرنا چاہیے۔ حکومت اتنی کمزور نہیں، جتنی چند لوگوں کے سامنے بن رہی ہے۔ اور ان کا مسجد کو بند کرنا، پھر اس میں تاخیر کرنا سراسر زیادتی ہے، جس کا سلسلہ بند ہونا چاہیے۔

فرقہ بندی اور شدت پسندی کی یہ لہر ملک کے استحکام کے لیے نہایت خطرناک ہے، فوج، انتظامیہ اور حساس ادارے اس کا نوٹس لیں اور فرقہ واریت کو سپورٹ کرنے والے حکومتی اداروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا محاسبہ کریں، خدانہ کرے کہ ایک پرامن معاشرے میں چند شرپسند عناصر فرقہ وارایت کی آگ جلانے میں کامیاب ہو جائیں اور ملک کا استحکام خطرے میں پڑ جائے۔

ہم انتظامیہ وعوام سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اسلام کو فرقہ پرستی سے نکال کر، خالص قرآن وسنت کی تبلیغ کو جاری کیا جائے۔ انتظامیہ کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر پرامن طریقے سے حق نہ ملا تو منظم وپرامن احتجاجی تحریک کا آغاز کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو گا، جو قرآن وسنت کے متوالے عوام کا جم غفیر بن کر، اپنے حق کی پرزور جدوجہد کریں گے۔ اگر بریلوی جھوٹے این او سی کی بنا پر نقضِ امن کے مسائل پیدا کر سکتے ہیں اور ناجائز دعوے پر ڈٹے ہوئے ہیں تو سچے این او سی کی بنا پر، ایل ڈی اے ایونیو اکی مسجد پر اہل حدیث حضرات بھی اپنے حق کا اعلان کر کے، پھر اس سے قطعاً دستبردار نہیں ہوں گے۔ آخر کار فتح حق اور امن وسلامتی کی ہو گی۔ علاقے کے عوام سمیت ملک بھر کے اہل حدیث حضرات میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ حکومت کی طرف سے انصاف کا شدت سے انتظار کیا جا رہا ہے۔

(ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی)

دینی مدارس کے طلبہ کی خدمت میں

یہ تاریخ کے صفحات کا غیر متزلزل فیصلہ ہے کہ جب بھی انسانیت پر علمی تاریکیوں کے بادل چھائے، جب بھی فکری افلاس نے قلب و نظر کی دنیا کو ویران کیا، تب اہل علم و فضل نے فکر و دانش کے چراغ جلائے، مینارِ ہدایت بلند کیے اور بھٹکے ہوئے قافلوں کو راہ دکھائی۔ انھی روشن چراغوں میں سے ایک درخشندہ مینار دینی مدارس ہیں جو قرنِ اول سے لے کر آج تک، اسلام کی علمی و فکری میراث کے محافظ اور امت کے فکری و روحانی رہ نما رہے ہیں۔

یہ کوئی معمولی مراکزِ تعلیم نہیں بل کہ وہ مقدس خانقاہیں ہیں جہاں کتابِ ہدایت کے اسرار کھلتے ہیں، جہاں سنتِ نبوی کی تجلیاں بکھرتی ہیں، اور جہاں وہ رجالِ کار تیار ہوتے ہیں جو قوموں کی تقدیر سنوارنے کا ہنر رکھتے ہیں۔ یہ وہی مدارس ہیں جہاں سے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام غزالی، اور شاہ ولی اللہ جیسے بلند پایہ علمانے علم و عرفان کی شمعیں روشن کیں۔ انھی مدارس کی کوکھ سے وہ مجاہد نکلے جنھوں نے باطل کے ایوانوں کو لرزہ بر اندام کیا۔ اگر اسلامی تاریخ کو مدارس سے الگ کر دیا جائے تو یہ محض ایک بے روح داستان بن کر رہ جائے گی۔

آج کے پُر آشوب دور میں جب جدیدیت کے سیلاب نے تہذیب و تمدن کی بنیادیں ہلا دی ہیں، جب عقائد و افکار کی دنیا میں بے یقینی اور اضطراب کی آندھیاں چل رہی ہیں، تب دینی مدارس کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ یہ محض کتابیں رٹانے کے ادارے نہیں بل کہ روحانی و فکری تربیت گاہیں ہیں جو مسلمان نسل کو اس کے اصل مقام سے روشناس کراتی ہیں۔ مدارس اس امت کے قلب میں وہ حرارت پیدا کرتے ہیں جو تاریخ کے رخ کو موڑنے کی قوت رکھتی ہے۔

لیکن یہاں ہمیں رک کر سوچنا ہو گا.... کیا مدارس کا کردار محض ماضی کی داستان سنانے اور فقہ و حدیث کی مخصوص تشریحات میں محدود رہنے تک ہی ہے؟ نہیں! اگر ہمیں عصری چیلنجز کا سامنا کرنا ہے تو مدارس کو نہ صرف اپنی قدیم شان برقرار رکھنی ہو گی بل کہ وقت کے تقاضوں کو بھی سمجھنا ہو گا۔ دورِ جدید کی پیچیدگیاں، فلسفیانہ موشگافیاں اور سائنسی تحقیقات بھی اب ہماری نگاہوں سے اوجھل نہیں رہنی چاہئیں۔

اے طالبانِ علوم نبوت! تمھارے کاندھوں پر صرف اپنی ذات کو علم کے زیور سے آراستہ کرنے کی ذمہ داری نہیں بل کہ امت کی فکری رہ نمائی اور تہذیبی احیا بھی تم سے تقاضا کرتا ہے۔ مدارس کے در و دیوار میں

داخل ہونے والا ہر طالب علم، محض ایک فرد نہیں بل کہ ایک عہد، ایک تحریک، ایک انقلاب کا استعارہ ہے۔ تم پر لازم ہے کہ علم کو فقط الفاظ کے ذخیرے میں محدود نہ رکھو بل کہ اس کے جوہر سے آشنا ہوں، اس کی روح میں اترنے کی سعی کرو۔

قرآن و حدیث کا محض الفاظ کے طور پر حفظ کر لینا کافی نہیں بل کہ ان کی حکمتوں کو سمجھنا، جدید تناظر میں ان کی تطبیق کرنا اور اجتہادی بصیرت کے ساتھ امت کے عملی مسائل کا حل پیش کرنا بھی ضروری ہے۔ تمھاری ذمہ داری فقط روایتوں کو یاد رکھنا نہیں، بل کہ عقل و فکر کی اس روشنی کو ساتھ لے کر چلنا بھی ہے، جو تمھیں صحیح اور غلط کی پہچان دے۔

یاد رکھو! اگر تم نے صرف علومِ ماضی کے بوجھ کو اپنی پشت پر لادے رکھا، لیکن عقل و شعور کی تیز تلوار کو استعمال نہ کیا، تو تمھارا علم محض ایک جامد سرمایہ ہوگا، جو نہ کسی کے لیے رہ نمائی کا ذریعہ بنے گا، نہ ہی کسی اندھیری راہ کو روشن کرے گا۔ مدارس کے طلبہ کو صرف حافظ اور عالم بننے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، بل کہ انھیں مفکر، مصلح اور مجدد بننے کی راہ پر بھی گامزن ہونا چاہیے۔

دورِ جدید میں جب نئے نئے افکار نے سر اٹھایا ہے، جب مغربی فلسفہ اور الحادی نظریات نے اسلامی فکر کو چیلنج کیا ہے تو مدارس کے طلبہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان افکار کا نہ صرف مطالعہ کریں بل کہ ان کا مدلل رد بھی کریں۔ یاد رکھو! ہر دور میں علم کے میدان میں وہی قومیں غالب رہی ہیں جن کے علما نے عقل و حکمت کے ہتھیار سے لیس ہو کر اپنی فکر کا دفاع کیا ہے۔

پس اے جُویانِ علم! تمھارے لیے ضروری ہے کہ اجتہاد و بصیرت کو اپنی علمی و فکری زندگی کا شعار بنالو۔ تم دین کے وارث ہو مگر فقط تقلید کے اسیر نہیں؛ تمھیں اجتہادی روشنی سے زمانے کے بدلتے تقاضوں کا جواب دینا ہوگا۔ اگر آج تم فقط ماضی کی کتابوں میں گم رہے اور حال و مستقبل کے مسائل کو نظر انداز کیا تو پھر وہ وقت دور نہیں جب دنیا تمھیں فرسودہ خیالات کے حاملین کے طور پر دیکھے گی۔

یہ مدارس اسلام کی روحانی اور فکری معراج کے امین ہیں مگر ان کے حقیقی وارث وہی ہوں گے جو علم کے ساتھ حکمت کو، نصوص کے ساتھ عقل کو اور روایت کے ساتھ اجتہاد کو بہ یک وقت لے کر چلیں گے۔ اس لیے یہ وقت تمھاری آزمایش کا ہے؛ اگر تم نے اپنی صلاحیتوں کو جلا بخشی تو دنیا تمھیں امام ابو حنیفہ، ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ کے وارثین میں شمار کرے گی؛ اور اگر تم نے جمود اختیار کیا تو تاریخ تمھیں محض ماضی کا ایک باب بنا کر چھوڑ دے گی۔ اللہ ہمیں علم و عمل کی دولت سے سرفراز کرے اور ہمارے مدارس کو حقیقی معنوں میں اسلام کی علمی نشاَتِ ثانیہ کا مرکز بنائے۔ آمین!

(ڈاکٹر حافظ ابو عمرو)

شرح کتاب التوحید (صحیح بخاری) قسط (۹)

افادات: ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی
ترتیب: حافظ عبد الرحمن عزیز

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ [الناس: ۲]

باب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "لوگوں کا بادشاہ"۔

اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی صفت مَلِك (بادشاہت) ثابت کر رہے ہیں۔ اس کے لیے قرآن مجید میں دو لفظ آئے ہیں: مَلِك اور مَالِك۔ ملک کا معنی بادشاہ اور مالک کا معنی کسی چیز کی ملکیت رکھنے والا۔ امام نے یہاں ترجمۃ الباب کے لیے ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ [الناس: ۲] کو منتخب کیا ہے، اس کی دو وجوہات ہیں:

① تمام مخلوقات سے افضل انسان ہے، جب انسان کا وہ تنہا مالک ہے، تو دوسری چیزوں کا بالاولیٰ وہ مالک ہے۔

② ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ میں دو قراءات ہیں، مَالِكِ اور مَلِكِ، لیکن مذکورہ آیت میں ایک ہی قرائت مَلِكِ ہے اور امام بخاری اس باب میں اسی صفت کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔

امام بیہقی کے بقول مَلِك اسم خاص ہے اور اللہ تعالیٰ کے حق میں اس کا معنی ہے "ایجاد کرنے پر قادر" اور یہ اللہ کی ذاتی صفت ہے۔ امام راغب فرماتے ہیں کہ الملك اس کو کہتے ہیں جو امر و نہی کا کلی اختیار رکھتا ہو (یعنی وہ اپنے ارادے اور مشیئت کو مطلق طور پر نافذ کرے)۔ یہ لفظ ناطقین (جن، انس اور ملائکہ) کو امر و نہی دینے کے ساتھ خاص ہے، اسی لیے ملک الناس تو کہا جاسکتا ہے، ملك الاشیاء نہیں کہا جاسکتا۔[1] اس اعتبار سے مَلِكِ النَّاس کا معنی ہے لوگوں پر پورا کنٹرول رکھنے والا، اس کے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے اور ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝﴾ کا معنی ہو گا حساب کے دن کا بادشاہ۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو قیامت کے دن کے ساتھ اس لیے خاص کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کئی لوگوں کو محدود علاقوں میں عارضی بادشاہت دے رکھی ہے، جبکہ قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی بادشاہت کا دعوے دار نہ ہو گا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

---

1 المفردات فی غریب القرآن، مادۃ: ملک، ص: ۷۷۴

﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾

"آج بادشاہ کون ہے؟۔"

کسی طرف سے جواب نہیں آئے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ [غافر: ١٦]

"(آج کلی طور پر حکومت) اللہ کی ہے جو واحد زبردست ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس صفت کی دو وجہیں ہیں:

ذاتی صفت کے اعتبار سے یہ قدرت کے معنی میں ہے، اور صفت فعلیہ مراد لیں تو اس کا معنی ہوگا غالب اور اپنے ارادے کو نافذ کرنے والا، اس اعتبار سے یہ فعل کی صفت ہوگی[1]۔

اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیئت کی وضاحت کے لیے قرآن مجید میں کئی آیات آئی ہیں، مثلاً:

﴿وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾ [البقرة: ٢٥٣]

"لیکن اللہ تو وہی کچھ کرتا ہے، جو وہ چاہتا ہے۔"

﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ [البروج: ١٦]

"جو کچھ چاہے اسے کر ڈالنے والا ہے۔"

﴿لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ﴾ [الأنبياء: ٢٣]

"جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا البتہ (جو مصنوعی معبود بنا رکھے ہیں) ان سے ضرور باز پرس ہوگی۔"

اسی معنی کو واضح کرنے کے لیے صفتِ ملک ہے۔ یعنی کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کا ارادہ نافذ ہوتا ہے، اس کے مقابلے میں لوگوں کا ارادہ نافذ ہوتا ہے نہ اس کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔

مالک ہونے کے معنی مراد لیں تو بھی درست ہے، کیونکہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر آسمان و زمین کی ملکیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [آل عمران: ١٨٩]

"آسمانوں اور زمین کا مالک اللہ ہی ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

---

1 فتح الباری: ۱۴/ ۳۱۴

یعنی اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق اور مالک ہے، وہ کائنات میں اپنی مشیت و ارادہ کو اس طرح تصرف کرتا ہے کہ اس کے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں، اس کے فیصلے پر کوئی نظر ثانی کرنے والا نہیں ہے۔ لوگوں کا بادشاہ اس معنیٰ میں ہے کہ انسانوں پر اس کا پورا کنٹرول ہے، اس کے کنٹرول کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔

علامہ عبدالحق ہاشمی ؒ اس باب کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ذكر الإمام البخاری فی هذا الباب هذا الإسم، و أشار إلى إثبات صفة الذات أو الفعل، و ذلک لأن الملک إن كان بمعنى القدرة يكون صفة الذات، و إن كان بمعنى القهر و الصرف عما يريدون إلى ما يريده يكون صفة فعل[1].

"امام بخاری نے اس بات میں یہ اسم بیان کیا ہے اور اس ذاتی یا فعلی صفت کے اثبات کی طرف اشارہ کیا ہے، یہ اس لیے کہ اگر ملک کا معنی قدرت کریں تو یہ صفت ذاتی ہے اور اگر اس کا معنی یہ کریں کہ اسے کائنات میں غلبہ حاصل ہے اور وہ جس چیز کو لوگوں کی چاہت سے اپنی چاہت کی طرف پھیر دے تو یہ صفت فعلی بنے گی۔"

جیسا کہ حضرت علی کی طرف منسوب ایک مشہور مقولہ ہے:

عرفت ربی بفسخ العزائم ونقض الهمم[2].

"میں نے اپنے رب کو پختہ ارادوں کے ٹوٹنے اور قوی ارادوں کے ناکام ہو جانے سے پہچانا۔"

صحیح بخاری میں نقل احادیث کے طریقے

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں تین طریقوں سے احادیث نقل کرتے ہیں:

③ متصل احادیث: یہ احادیث پوری اسناد کے ساتھ اور بطور دلیل نقل کرتے ہیں، اور یہ احادیث امام بخاری کی شرائط پر پوری اترتی ہیں۔

④ معلق احادیث: یہ روایات بغیر سند کے نقل کی جاتی ہیں، ان کی اسناد درست ہوتی ہیں، لیکن امام بخاری کے اس کتاب میں مقرر کردہ کڑے معیار پر پوری نہیں اترتی۔ حافظ ابن حجر نے "تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری" میں تمام معلقات بخاری کو اسناد کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔

---

۱ كتاب التوحيد للامام البخاری بشرح لشيخ أبی محمد عبدالحق بن عبدالواحد الهاشمی، ص: ۳٦]

۲ کتاب الایمان لابن تیمیہ: ۵٦ ، حضرت علی ﷛ کی طرف نسبت کیے بغیر۔

⑤ کبھی امام بخاری حدیث کا صرف حوالہ دیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاری کا اصول یہ ہے کہ وہ صحیح بخاری میں کسی حدیث کو مکرر نہیں لاتے۔ صحیح بخاری میں جتنی بھی احادیث تکرار کے ساتھ آئی ہیں ان میں لازمی طور پر سند، متن، یا دونوں میں کوئی نہ کوئی فرق ہوتا ہے۔ جب کسی حدیث کی ایک ہی سند ہو اور دوسری جگہ اس سے استدلال کرنے کی ضرورت پڑے تو امام بخاریؒ حدیث نقل کرنے کی بجائے اس کا حوالہ دے دیتے ہیں۔ جیسا کہ امام بخاری نے مذکورہ ترجمۃ الباب میں حضرت ابن عمرؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"اس مسئلہ میں ابن عمر بھی رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔"

جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، وہ صحیح بخاری، کتاب التوحید (۷۴۱۲) میں موجود ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَسُولِ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اللهَ يَقْبِضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الأَرْضَ، وَتَكُونُ السَّمَوَاتُ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ.[1]

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں پکڑے گا اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہو گا، پھر کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔"

۷۳۸۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَقْبِضُ اللهُ الأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الأَرْضِ.

وَقَالَ شُعَيْبٌ، وَالزُّبَيْدِيُّ، وَابْنُ مُسَافِرٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ [مِثْلَهُ].

"ہمیں احمد بن صالح نے بیان کیا، کہ ہمیں ابن وہب نے بیان کیا، کہ مجھے یونس نے خبر دی، ابن شہاب سے، انہوں نے سعید سے، کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو اپنی مٹھی میں لے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر

---

۱ صحیح بخاری: ۷۴۱۲

فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟۔"

لطائف الاسناد

امام بخاری نے حدیث کے شروع میں جو سند بیان کی ہے، اس میں یونس، ابن شہاب زہری سے اور وہ سعید بن مسیب عن أبی هريرة سے بیان کر رہے ہیں اور حدیث کے آخر پر امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس کے برعکس امام زہری کے چار شاگرد شعیب، زبیدی، ابن مسافر اور اسحاق بن یحییٰ اپنے استاذ امام الزہری سے یہ روایت ابو سلمة عن أبی هريرة کے واسطے سے روایت کرتے ہیں، یعنی اختلاف یہ ہے کہ اس حدیث میں امام الزهری کے استاذ کون ہیں: سعید یا ابو سلمہ؟ یہ تضاد نہیں ہے کیونکہ امام زہری نے یہ حدیث دو استادوں سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن دونوں سے سنی ہے اور حافظ ابن حجر نے محمد بن یحییٰ ذھلی سے نقل کیا ہے کہ یہ دونوں سندیں ہی محفوظ ہیں اور امام بخاری کا اسے نقل کرنا اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔ شعیب والی سند کو کثرت متابعت کے سبب ترجیح ہے اور یونس کی سند اس لیے قابل ترجیح ہے کہ یونس امام زہری کے ساتھ زیادہ دیر رہنے کے سبب شاگرد خاص ہیں۔ اسی لیے امام بخاری نے امام زہری کے چار شاگردوں کے مقابلے میں یونس پر اعتماد کیا ہے، مزید ان کے متعلق احمد بن صالح کہتے ہیں:

نحن لا نقدّمُ أحدا على يونس فی الزهری[1]۔

"ہم زہری کے شاگردوں میں یونس سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتے"۔

امام بخاری نے مِثلہ کہہ کر بتادیا کہ سعید بن مسیب اور ابو سلمہ کی اسناد کے متن میں کوئی فرق نہیں ہے۔

شرح الحدیث

مذکورہ بالا دونوں روایات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، کبریائی اور پوری کائنات پر اس کا تصرف اور بادشاہت کا تذکرہ ہے۔ جس کا مظاہرہ قیامت کے دن ہو گا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ يَوْمَ هُم بَٰرِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى ٱللَّهِ مِنْهُمْ شَىْءٌ ۚ لِّمَنِ ٱلْمُلْكُ ٱلْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ ٱلْوَٰحِدِ ٱلْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ ﴾

[غافر: ١٦]

"جس دن سب لوگ کھلے میدان میں ہوں گے اور ان کی کوئی بات اللہ سے چھپی نہ رہے گی (اور پوچھا جائے گا کہ) آج حکومت کس کی ہے؟ (جب کوئی جواب نہ دے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:) اللہ اکیلے کی

1 خلاصة تذهيب تهذيب الكمال ،ص:۴۴۱

جو سب پر غالب ہے۔''

صحیح مسلم میں ابن عمرؓ سے مروی ہے:

يَطْوِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ. ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟[1]

''اللہ عزوجل قیامت کے دن تمام آسمانوں کو لپیٹ دیں گے، پھر اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑیں گے، پھر فرمائیں گے: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر؟ پھر تمام زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لیں گے، پھر فرمائیں گے: میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں جبار؟ کہاں ہیں متکبر؟۔''

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں زمین و آسمان کو لپیٹنے کی مزید تفصیل ان الفاظ میں ملتی ہے:

أَنَّ اللهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الخَلاَئِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فَيَقُولُ أَنَا المَلِكُ[2].

''اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، تمام زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، دریاؤں اور سمندروں کو ایک انگلی پر، گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور دیگر تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق و مالک ہے، وہ اپنی مشیت اور قدرت میں آزاد ہے، وہ جسے چاہے بادشاہ بنادے اور جس سے چاہے بادشاہت چھین لے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [آل عمران: ۲۶]

''آپ کہیے: اے اللہ! ملک کے مالک! جسے تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ تو ہی جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔ سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے (اور) تو یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔''

---

۱ صحیح مسلم: ۲۷۸۸

۲ صحیح بخاری: ۴۸۱۱

زمین کے تمام بادشاہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین پر خلیفہ ہیں، یعنی وہ اللہ کے احکام پر عمل کرنے اور دوسروں سے عمل کرانے کے پابند ہیں، اس لیے وہ حقیقی بادشاہ نہیں ہیں۔ حقیقی بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت ملک، اگرچہ مخلوق کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے، لیکن مخلوق کے لیے نہایت چھوٹے پیمانے پر یہ صفت استعمال ہوتی ہے، یعنی انسان کسی ایک یا چند چیزوں یا زمین کے کسی ٹکڑے کا عارضی طور پر مالک ہو سکتا ہے، لیکن مطلق طور پر ملک یا ملک الملوک کا استعمال صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔

﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ کا ہرگز یہ معنیٰ نہیں کہ اللہ کی بادشاہت اسی دن قائم ہوگی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بہت سارے لوگ اپنی بادشاہت اور طاقت کے گھمنڈ میں حقیقت کو فراموش کیے ہوئے ہیں اور خود کو حقیقی اور آزاد بادشاہ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے وقت کے بادشاہ کے سامنے اللہ تعالیٰ کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ میرا رب وہ ہے جو زندگی دیتا اور موت دیتا ہے، تو اس نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہوں، تب ابراہیم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ روز سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے، اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو ایک دن تو مغرب سے سورج کو طلاع کر کے دکھادے۔[1]

جب اللہ کے آرڈر سے ساری کائنات ختم ہو جائے گی، تب یہ حقیقت اپنی ظاہری شکل میں رونما ہوگی۔

فوائد

① ملک کے لیے دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں: ملک اور مالک۔

② "ملک" اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔ البتہ فعلی صفت بھی ہو سکتی ہے۔

③ صفتِ ذاتی کے اعتبار سے اس کا معنیٰ قدرت اور صفتِ فعلی ہونے کے اعتبار سے معنیٰ ہوگا غالب اور اپنے ارادے کو نافذ کرنے والا۔

④ امام بخاریؒ کوئی حدیث مکرر نہیں لاتے، اگر حدیث دوبارہ لائیں تو اس کی سند یا متن میں فرق ہوتا ہے۔

⑤ اگر ایک ہی سند والی حدیث کو دوبارہ لانے کی ضرورت ہو تو امام بخاریؒ صرف اس کا حوالہ دیتے ہیں۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو اپنے ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: آج بتاؤ میرے سوا کس کی بادشاہت ہے؟۔ یعنی اس دن وہ اپنے ملک ہونے کا اظہار کرے گا۔

---

1 ملاحظہ فرمائیں: سورۃ البقرۃ:۲۵۸

احادیث میں غیرمسلموں سے مشابہت کی ممانعت

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

دورِ حاضر میں مشترکہ علاقے/وطن کی بناپر بننے والی قومی ریاستوں میں، مختلف نظریات کے حامل شہری تکثیری معاشرہ میں مل جل کر رہتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے تحت جاری اس بین الاقوامی نظام میں نظریاتی شناختوں کے مسائل آئے روز پیش آتے رہتے ہیں۔ ماضی قریب میں بلادِ اسلامیہ میں مغربی استعمار کے طویل سیاسی غلبہ کے دوران بھی یہ مسئلہ بڑا نمایاں رہا ہے اور مغلوب مسلمان، مغربی اقوام کے سیاسی غلبہ کے استعارہ پر شدت سے مغربی تہذیب کو رڈ کرتے آئے ہیں۔ تحقیر و ذلّت سے قطع نظر، مذہبی شناخت سے بہت سے سماجی اور قانونی مسائل اسی طرح وابستہ ہیں جس طرح فی زمانہ شہریت Nationalaity سے بہت سے سماجی اور قانونی حقوق منسلک ہیں۔

جزیرہ عرب کے خاص احکام سے بڑھ کر، برصغیر کے کثیر المذہبی اور سماجی رواداری پر قائم معاشرے میں تہذیبی شناختوں کے اشتراک کا مسئلہ ہمیشہ سے بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ شناخت اور مشابہت کا دائرہ عبادات کے ساتھ حیاتِ انسانی کے بے شمار پہلوؤں کو محیط ہے، جیسے لباس، بول چال، اکل و شرب، تعمیرات، تحریر و تقریر، تہوار و کھیل، خرید و فروخت اور تہذیب و تمدن کے بے شمار مسائل، نظام و قوانین، مغربی علوم اور ٹیکنالوجی وغیرہ۔ ان مسائل کی وسعت اور ہمہ جہتی کے سبب ان کے شرعی حکم میں پائے جانے والے تنوع کی بنا پر اس مسئلہ کو مختصر اور سادہ الفاظ میں سمجھنے/بیان کرنے میں بھی کافی مشکل پیش آتی ہے۔ عام طور پر کم علمی کے باعث بظاہر متضاد پہلوؤں کو آپس میں ٹکرا کر، اس شرعی مطالبہ کو محدود یا مشکوک کر دیا جاتا ہے حالانکہ اسلام میں جہاں کفار سے مشابہت حرام ہے، وہاں بلادِ اسلامیہ میں بسنے والے کفار کے لئے مسلمانوں سے مشابہت بھی ناجائز[2] ہے۔ پاکستان میں اس اہم شرعی تقاضے کو پورا کرتے ہوئے، قادیانیوں کے لئے شعائر اسلامیہ کی ممانعت پر مستقل قانون 'امتناعِ قادیانیت ۱۹۸۴ء' نافذ العمل ہے۔ حال ہی میں پاکستان میں عالمی مبلغ ڈاکٹر ذاکر نائیک کے دعوتی دورے میں یہ بحث دوبارہ تازہ ہوئی اور ان کی پتلون یا ٹائی وغیرہ کو کفار کی

۱ چیئرمین شعبہ اطلاقی علوم اسلامیہ، (ایسوسی ایٹ پروفیسر)، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۲ دیکھیے راقم کا مفصل مضمون: 'الشروط العمریہ؛ حدیث و تاریخ کے آئینے میں'، مجلہ محدث، لاہور فروری ۲۰۲۰ء

مشابہت سے بھی ملایا گیا تو یہ مسئلہ پھر سے زندہ ہو گیا۔

زمان و مکان سے بالاتر اللہ تعالیٰ کی آخری کامل ہدایت 'شریعتِ محمدیہ' یعنی قرآن و سنت اس سلسلے میں مسلمانوں کو کیا رہنمائی دیتی اور ان سے کیا تقاضا کرتی ہے؟ کفار سے مشابہت کی حرمت کا شرعی مفہوم کتنا وسیع ہے؟ ذیل میں نکات وار ان مسائل کو مدلل طور پر زیر بحث لایا گیا ہے۔

کفار سے مشابہت کی ممانعت اور اس کی وسعت

دسیوں احادیث میں مختلف انداز سے کفار سے مشابہت نہ کرنے کا مسلمانوں سے دوٹوک مطالبہ کیا گیا ہے:

① سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے یہ اُصولی ضابطہ ارشاد فرمایا کہ

«مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»[1]

"جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہوا۔"

علی گڑھ کالج کے بانی سر سید احمد خان نے اپنے مضمون میں اس حدیث کو ضعیف قرار[2] دیا ہے، لیکن شیخ حافظ احمد شاکر، شیخ محمد ناصر الدین البانی، شیخ زبیر علی زئی اور مجلس علمی، دہلی کی تحقیقات کے مطابق اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔ امام ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر[3] سمیت بہت سے محدثین اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں۔ یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر کے علاوہ سیدنا ابوہریرہ، سیدنا انس بن مالک اور سیدنا حذیفہ یعنی چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف اسناد سے مروی ہے جو سنن ابو داود، مسند احمد، مشکل الآثار الطحاوی، معجم اوسط طبرانی اور مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کتب میں ہے۔ امام بخاری نے اس لمبی حدیث کا اوّلین حصہ صحیح بخاری میں بطورِ معلق ذکر کیا ہے۔ ان متعدد اسانید کی بنا پر یہ حدیث صحیح لغیرہٖ کے درجہ[4] تک پہنچتی ہے اور اس مفہوم کی بے شمار احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہیں، جیسا کہ نکتہ نمبر ۵ کے تحت جامع ترمذی کی روایت آگے آرہی ہے۔ پھر اس اُصولی ممانعت کا اطلاق کرتے ہوئے احادیثِ نبویہ میں درجنوں شرعی مسائل کو محض کفار سے

---

١ سنن أبي داؤد: كِتَابُ اللِّبَاسِ (بَابٌ فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ)، رقم ٤٠٣١

٢ سر سید احمد خاں کفار سے مشابہت کی ممانعت کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ ۱۸۶۷ء میں سید احمد خاں نے کچھ انگریزوں کے ساتھ ایک ہی میز پر کھانا کھایا اور چھری کانٹے کا استعمال کیا تو اس پر پورے ملک میں بہت احتجاج ہوا۔ جس کے جواب میں سر سید نے لکھا کہ یہ حدیث ضعیف ہے، نیز یہ حدیث کوئی شرعی مطالبہ نہیں بلکہ ایک خبری بیانیہ ہے۔ رسالہ 'تہذیب الاخلاق' میں شائع ہونے والا مضمون ۱۸۷۵ء میں 'مقالات سر سید' (ص ۹۰ تا ۹۴) میں شائع ہوا۔

٣ دیکھیے: عون المعبود شرح سنن ابو داود از مولانا شرف الحق عظیم آبادی: ۱۱/ ۵۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۵ھ

٤ السنن والآثار في النهي عن التشبه بالكفار از سہیل عبد الغفار: ص ۱۰۲، دار السلف، الریاض، ۱۴۱۶ھ

مشابہت کی بنا پر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جس بنا پر مسلم و غیر مسلم کی مشابہت کی دو طرفہ ممانعت دین کے اصولوں میں ایک بنیادی اُصول ہے۔

سر سید احمد خاں کی تردید میں دار العلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب نے ۱۹۲۹ء میں مستقل کتاب التشبّہ في الإسلام لکھی۔ جس میں آپ نے قرار دیا کہ

"اس حدیث کی اسناد میں کوئی کمزوری نہیں ہے اور اس کا کوئی راوی ضعیف نہیں ہے۔ اس حدیث کا مفہوم عام ہے اور تشبہ کی ممانعت تمام کفریہ اعمال کے لئے ہے۔"[1]

اس حدیث میں مشابہت کی حرمت کو کفار اور یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر ہر غیر قوم تک لفظ مَن سے وسیع کر دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام مشابہت کا دائرہ "ان تمام اُمور تک وسیع ہے جو کسی غیر قوم سے اِرادتاً یا عرفاً، کلی یا جزوی مماثلت پر مشتمل ہو۔" مشابهة غيره في كل ما يتّصف به غيره أو بعضه.

رسول اللہ ﷺ کے فرامین، قیامت تک واجب الاتباع ہیں اور اقوالِ صحابہ وفقہائے کرام کی طرح انہیں وقتی احکام قرار دے کر کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ

"حدیث «من تَشَبَّه بقوم فهو منهم» کا کم از کم تقاضا یہ ہے کہ اہل کتاب کی مشابہت حرام ہے، جبکہ اس کا ظاہری مفہوم مشابہت کرنے والے مسلمان کے کفر کا متقاضی ہے۔"[2]

یمن کے عالم ربانی، امیر محمد بن اسمٰعیل صنعانی (م ۱۱۸۲ھ) لکھتے ہیں کہ

والحديث دالّ على أن من تشبّه بالفساق كان منهم أو بالكفار أو بالمبتدعة في أي شيء مما يختصون به من ملبوس أو مركوب أو هيئة...قالوا: فإذا تشبه بالكافر في زي واعتقد أنه يكون بذلك مثله كفر، فإن لم يعتقد ففيه خلاف بين الفقهاء: منهم من قال: يكفر وهو ظاهر الحديث ومنهم من قال: لا يكفر ولكن يؤدب.[3]

"اس حدیث میں مشابہت کی ممانعت عام ہے جو فاسق، بدعتی اور کافر لوگوں تک وسیع ہے کہ وہ انہی جیسا ہو جاتا ہے۔ یہ مشابہت ہر اس لباس، سواری اور وضع قطع تک پھیلی ہوئی ہے جو ان کے ساتھ خاص ہے۔ علما کہتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی کافر سے مشابہت کر کے اس جیسا بننا چاہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اگر اس کا یہ عزم نہ ہو تو اس میں فقہا میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ظاہر حدیث

---

۱ بحوالہ 'مسلم شناخت؛ فکری عملی تناظر' از ڈاکٹر محمد خالد مسعود مجلہ اجتہاد، اسلام آباد، جنوری ۲۰۱۰ء، ص ۹
۲ اقتضاء الصراط المستقیم از امام ابن تیمیہ: ۱/ ۲۳۷، تحقیق ڈاکٹر ناصر العقل، مکتبہ العبیکان، الریاض ۱۴۰۴ھ
۳ سبل السلام شرح بلوغ المرام از امیر صنعانی: ۴/ ۱۷۴۳، ناشر: جامعہ امام، الریاض، طبع سوم ۱۴۰۵ھ

کے مطابق کافر ہو جاتا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ نہیں، اس کو اس جرم پر سزا دی جائے گی۔"

محدث وفقیہ امام محمد عبد الرءوف مناوی مصری (م ۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں کہ

والتشبه يقع في الأمور القلبية من الاعتقادات والإرادات، ويقع في الأمور الخارجية الظاهرة من العبادات والعادات.[1]

"یہ حرام مشابہت عقائد وعزائم سے لے کر، عبادات وعادات تک وسیع ہے۔"

روز مرہ معاملات میں کفار سے مشابہت کی حرمت

اس شرعی تصور کے تقاضے بڑے وسیع اور اس کے مفاہیم حیاتِ انسانی کے ہر پہلو کو حاوی ہیں۔ مغربی تہذیب کے غلبہ کے دور میں، پیامِ حق کی بجائے غالب سے تعلق کے اظہار سے بے شمار سماجی فوائد وابستہ ہیں۔ اس بنا پر اس حدیث کے مفہوم پر بہت سے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ بہت سے دانشوروں کا کہنا ہے کہ

"کفار سے مشابہت کی یہ ممانعت صرف عبادات تک محدود ہے۔ کفار کی عادات و معاملات میں مشابہت کی کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔"

حالانکہ رسول کریم ﷺ کے بے شمار فرامین[2] میں کفار سے مشابہت کی یہ ممانعت زندگی کے ہر پہلو کو وسیع ہے، جیسا کہ امام ابو داود نے اس حدیث کو عبادات کی بجائے 'لباسِ شہرت پہننے' کے عنوان کے تحت درج کیا ہے۔ نیز

② سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ

رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا».[3]

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے گیروے (زرد) رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے

---

۱ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر از مناوی: ۶/۱۰۴، دار المعرفہ، بیروت

۲ آیاتِ قرآنیہ میں بھی تفرقہ بازی کی ممانعت کرتے ہوئے، ایسے لوگوں کی مشابہت سے روکا گیا ہے: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾ (سورۃ آل عمران: ۱۰۵)
نیز مسلمانوں کو مشرکوں سے بھی جدا رہنے کی ہدایت کی گئی ہے:
مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ (سورۃ الروم: ۳۱)

۳ صحيح مسلم: كِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ (بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الرَّجُلِ الثَّوْبَ الْمُعَصْفَرَ)، رقم ٥٤٣٤

فرمایا: "یہ کافروں کے کپڑے ہیں، تم اُنہیں مت پہنو۔"

③ سیدنا ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ اور مذمت کرتے ہوئے فرمایا کہ

«لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوهُ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ؟»[1]

"یقیناً تم مسلمان اپنے سے پہلے لوگوں کی بالشت بالشت اور ہاتھ ہاتھ (قدم بقدم) پیروی کروگے۔ اگر وہ کسی سانڈے کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اس میں گھس جاؤ گے۔" ہم نے عرض کیا: اے رسول اللہ! پہلے لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "اور کون ہو سکتے ہیں؟"

کفار کی عبادات میں مشابہت اور ان کے ساتھ ان میں شرکت اور تعاون کی حرمت میں تو کوئی اختلاف نہیں، جیسا کہ نصاریٰ کا نماز کے لئے ناقوس[2] بجانا، نماز مغرب کو عشاء[3] اور نماز عشاء کو عتمہ کہنا[4]، نمازِ مغرب میں ستارے ظاہر ہو جانے تک تاخیر[5] کرنا، بیت اللہ کے قریب عبادت کے لئے سیٹیاں اور تالیاں[6] بجانا، جنہیں رسول اللہ ﷺ نے کفار سے مشابہت کی بنا پر مسلمانوں کے لئے ممنوع فرما دیا۔

---

1 صحيح البخاري: كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ (بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ)، رقم ٣٤٥٦

2 اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، ... فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا بِلاَلُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلاَةِ». (صحيح البخاري: ٦٠٤)

3 «لاَ تَغْلِبَنَّكُمُ الأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلاَتِكُمُ المَغْرِبِ» قَالَ الأَعْرَابُ: وَتَقُولُ: هِيَ العِشَاءُ (صحيح البخاري: ٥٦٣)

4 «لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ، أَلَا إِنَّهَا الْعِشَاءُ، وَهُمْ يُعْتِمُونَ بِالْإِبِلِ (صحيح مسلم: ٦٤٤)

5 ... مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ بِانْتِظَارِ الْإِظْلَامِ مُضَاهَاةَ الْيَهُودِ. (مسند احمد: ١٩٠٦٧)

مسجد اقصیٰ میں سیدنا عمر فاروق کا صخرہ کی بجائے قبلہ کی سمت بڑھ کر نماز پڑھنا: صَلَّيْتَ خَلْفَ الصَّخْرَةِ ... فَقَالَ عُمَرُ: ضَاهَيْتَ الْيَهُودِيَّةَ لَا وَلَكِنْ أُصَلِّي حَيْثُ صَلَّى فَتَقَدَّمَ إِلَى الْقِبْلَةِ. (مسند احمد: ٢٦١)

6 يقول شيخ الإسلام ابن تيمية: والتصدية التصفيق فاتخاذ هذا قربة وطاعة من عمل الجاهلية. (اقتضاء الصراط: ١/ ٣٢٧)

اسی طرح نماز میں اشتمال[1]، مسجدوں میں قبریں[2] بنانا، روزے کے لئے سحری نہ[3] کرنا، صرف یوم عاشورا کا روزہ نہ[4] رکھنا، صیام رمضان کے لئے رؤیت ہلال پر اعتماد[5] نہ کرنا وغیرہ بھی اہل کتاب سے مشابہت کی بنا پر ممنوع ہیں۔ حج میں جمرات کے لئے بڑی کنکریاں نہ[6] لینا، مزدلفہ سے طلوعِ شمس سے پہلے پہلے نکل[7] جانا کی حرمت کی وجہ بھی یہود اور مشرکین سے عدم مشابہت ہیں۔

روز مرہ عادات میں کفار کی ممانعت پر اہم احادیث

عبادات سے بڑھ کر، روز مرہ عادات میں کفار کی ممانعت پر اہم احادیث درج ذیل ہیں:

④ سیدنا عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

«إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ».[8]

”جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب تم میں سے کوئی شخص پیے تو اپنے دائیں ہاتھ سے پیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔“

⑤ صرف اشارہ سے سلام کرنا درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا، لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارَى، فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ بِالْأَصَابِعِ وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ».[9]

---

١ «نهى عن الصماء اشتمال اليهود». (شرح السنة از بغوي: ٢/ ٤٢٥)

٢ «لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد». (صحيح بخاری: ٤٢٥)

٣ «فصل ما بين صيامنا وصيام أهل الكتاب أكلة السحر». (صحيح مسلم : ١٠٩٦)

٤ «صوموا يوم عاشوراء وخالفوا اليهود...». (مسند احمد: ٢٤٩)

٥ «إنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب ....» (صحيح البخاري: ١٨١٤)

٦ «هات القط لي... فانما أهلك من كان قبلكم الغلو في الدين». (سنن النسائي: ٣٠٥٧)

٧ «إن المشركين لا يفيضون حتى تطلع الشمس... وإن النبي خالفهم فدفع قبل أن تطلع الشمس». (صحيح البخاري: ١٦٠٠)

٨ صحيح مسلم: كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ (بَابُ آدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَأَحْكَامِهِمَا)، رقم ٥٢٦٥

٩ جامع الترمذي :أَبْوَابُ الِاسْتِئْذَانِ (بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِشَارَةِ الْيَدِ بِالسَّلَامِ)، رقم ٢٦٩٥

" وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے غیروں سے مشابہت اختیار کرے، نہ یہود کی مشابہت کرو اور نہ نصاریٰ کی، یہودیوں کا سلام انگلیوں کا اشارہ ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کا اشارہ ہے۔"

اگر مخاطب دور ہوں تو زبان سے سلام کر کے ہاتھ سے مخاطب کو اشارہ کرنا درست ہے، جیسا کہ اس حدیث میں ہے جسے سیدہ اسماء بنت یزید نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُودٌ فَأَلْوَى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ وَأَشَارَ عَبْدُ الْحَمِيدِ بِيَدِهِ.[1]

"رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد میں گزرے وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے اُنہیں اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔"

یا نمازی اور گونگا شخص صرف ہاتھ سے اشارہ کر کے بھی سلام کا جواب دے سکتا ہے۔[2] الغرض امکان کے باوجود زبان سے سلام نہ بولنا، اہل کتاب کی عادت ہے، جو غیر مسلموں سے مشابہت کی بنا پر ناجائز ہے۔

⑥ اہل کتاب اپنی داڑھیوں کو نہیں رنگتے۔ ان کی مخالفت میں داڑھی کو رنگنے کا حکم دیا گیا۔ حدیث میں ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ».[3]

"یہود و نصاریٰ بالوں کو خضاب نہیں لگاتے، تم لوگ ان کے خلاف طریقہ اختیار کرو۔"

سیدنا جابر سے مروی ہے کہ

أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ ﷺ غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ.[4]

"فتح کے دن (سیدنا ابو بکر کے والد) حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال

اس حدیث کو شیخ البانی، شیخ شعیب ارناؤط اور مجلس علمی، دہلی نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے امام نسائی کے طریق سے اس کی سند کو معتبر کہا ہے۔ فتح الباری: ۱۱/۱۴، امام ہیثمی نے مجمع الزوائد (۸/۴۱) میں بھی اسے صحیح کہا۔ امام احمد بن حنبل اور امام ابن تیمیہ نے ابن لہیعہ کی حدیث کو بطورِ تائید معتبر قرار دیا ہے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم: ۱/۲۴۵)

1 جامع الترمذي: أَبْوَابُ الِاسْتِئْذَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ عَلَى النِّسَاءِ)، رقم ۲۶۹۷

۲ فتح الباري از حافظ ابن حجر: ص ۱۱/ ۱٤، دار المعرفة، بيروت

۳ صحيح البخاري: كِتَابُ أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ (بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ)، رقم ۳٤٦۲

۴ صحيح مسلم: كِتَابُ اللِّبَاسِ (باب اسْتِحْبَابِ خِضَابِ الشَّيْبِ بِصُفْرَةٍ أَوْ...)، رقم ۵۵۰۹

سفیدی میں ثغامہ (کے سفید پھولوں) کی طرح تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اس (سفیدی) کو کسی چیز سے تبدیل کر دو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔"

⑦ سیدنا عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

«خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ: وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ». [1]

"تم مشرکین کی مخالفت کرتے ہوئے داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔"

عورتوں کی طرح ٹھوڑی کو ننگی کرنا اور مرد کا اپنی ڈاڑھی کو مونڈ لینا، خواتین سے مشابہت کی بنا پر ملعون فعل ہے۔ ایسا کرنے والا مسلمانوں کے طریقے پر نہیں اور صنفِ غیر سے مشابہت کرنے والے مرد وزن جنت میں نہیں جائیں گے۔ ان تینوں معانی پر مستقل صحیح احادیثِ نبویہ مروی ہیں۔

بعض لوگوں کا غلط دعویٰ یہ ہے کہ ڈاڑھی کو باقی رکھنے کا مطالبہ کفار سے مخالفت کی بنا پر ہے، اب جب بہت سے کفار ڈاڑھیاں رکھتے ہیں تو گویا مخالفت کا یہ شرعی حکم ختم ہو گیا۔ حالانکہ مسلمان کے لئے داڑھی رکھنے کا حکم صنفِ غیر سے عدم مشابہت کی بنا پر بھی ہے۔ اور یہ ان دس فطری خصائل کی بنا پر بھی ضروری [3] ہے جس کا ہر مسلمان کو پابند کیا گیا ہے۔ نیز احادیث میں اس کا حکم بھی موجود ہے اور نہ کرنے کی وعید بھی۔ چنانچہ حکم کو بلاوجہ گنجائش پر محمول کرنا، یا اسے اُمورِ عادت میں داخل کرنا ناجائز تاویل ہے، جس کی کوئی حیثیت نہیں۔

⑧ خواتین کا اضافی بال یا وگ لگانا یہود سے مشابہت کی بنا پر حرام ہے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آیا ہے کہ

قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَدِينَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّاهُ الزُّورَ يَعْنِي الْوِصَالَ فِي الشَّعَرِ. [4]

---

1 صحيح البخاري: كِتَابُ اللِّبَاسِ (بَابُ تَقْلِيمِ الأَظْفَارِ)، رقم ٥٨٩٢

2 دیکھیں راقم کی کتاب: 'صنفی مشابہت کے احکام اور تبدیلی جنس کی شرعی حیثیت': ص ۱۸؟؟

3 «عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ». (صحيح مسلم: كِتَابُ الطَّهَارَةِ، بَابُ خِصَالِ الْفِطْرَةِ، رقم ٦٠٤)

"دس چیزیں (خصائل) فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کترنا، داڑھی بڑھانا، مسوک کرنا، ناک میں پانی کھینچنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال مونڈنا، پانی سے استنجا کرنا۔" اور دسویں چیز کلی کرنا ہو سکتا ہے۔

4 صحيح البخاري: كِتَابُ أَحَادِيثِ الأَنْبِيَاءِ (بَابٌ)، رقم ٣٤٨٨

"سیدنا معاویہ بن ابو سفیان جب آخری بار مدینہ طیبہ تشریف لائے تو انہوں نے ہمیں خطبہ دیا اور مصنوعی بالوں کی ایک لٹ نکالی، پھر فرمایا: میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہودیوں کے علاوہ کوئی اور یہ کام کرتا ہوگا۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے اس کا نام جھوٹ اور فریب رکھا ہے، یعنی زینت کے لیے اپنے اصلی بالوں میں مصنوعی بال ملانا۔"

مصنوعی یا دوسروں کے بالوں کو ساتھ ملانا، یہود سے مخالفت کی بنا پر حرام ہے اور بعض احادیث میں ایسا کرنے اور کروانے والی عورت کو الواصلة والمستوصلة کہہ کر مستقل ناجائز بھی قرار دیا گیا ہے۔

⑨ سیدنا انس بن مالک سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت سے منع فرمایا:

كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ «كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُونَ فِيهِمَا وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللَّهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى».[2]

"دور جاہلیت میں لوگوں کے لیے سال میں دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے کودتے تھے۔ جب نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا" :تمہارے لیے دو دن تھے جن میں تم کھیلا کودا کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اُن کے بجائے دو اچھے دن دے دیے ہیں۔ ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن۔"

ان دو دنوں سے مراد 'نوروز اور مہرجان' مراد ہیں۔ نوروز تو سال کا پہلا دن اور مہرجان موسم بہار کا جشن کی صورت میں منایا جاتا تھا۔ یہ دونوں ایرانیوں کی عیدیں تھیں۔ عرب صرف نقالی کے طور پر اُنہیں مناتے تھے۔

نبی کریم ﷺ نے بوانہ مقام پر اونٹ قربان کرنے کی اجازت مانگنے والے سے یہ دریافت کرنے کے بعد اجازت دی:

«هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟»، قَالُوا: لَا.[3]

"کیا وہاں کوئی دور جاہلیت کا کوئی بت تھا جس کی عبادت کی جاتی ہو؟" لوگوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے

---

١ صحيح البخاري: رقم ٥٥٩٠

٢ سنن النسائي :كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (بَابٌ) ...: ، رقم ١٥٥٧

٣ سنن أبي داؤد :كِتَابُ الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ (بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ)، رقم ٣٣١٣

پوچھا: کیا وہاں کوئی جاہلیت کا میلہ تھا؟" لوگوں نے کہا: نہیں۔"

غیر مسلموں کو بلادِ اسلامیہ میں رہائش رکھنے اور اپنے تہوار منانے کی اجازت ہے لیکن مسلمانوں نے صدیوں پر محیط تاریخ میں کبھی بھی ان کے تہواروں میں شرکت نہیں کی۔ خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق نے انہیں پابند کیا تھا کہ وہ اپنے تہوار مسلمانوں میں نمایاں نہیں کریں گے، ان شروط پر سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا تھا۔ سیدنا عمر فاروق نے فرمایا کہ

"لا تعلّموا رطانة الأعاجم ولا تدخلوا على المشركين كنائسهم يوم عيدهم، فإن السخطة تنزل عليهم."[2]

"عجمی لوگوں کی زبانیں مت سیکھو، اور تہواروں کے دن مشرکوں کے معابد میں مت داخل ہو، کیونکہ [اس وقت] ان پر اللہ کی ناراضی نازل ہوتی ہے۔"

آپ کا ایک اور فرمان یہ ہے کہ

"من بنٰى ببلاد الأعاجم فصنع نيروزهم ومهرجانهم، وتشبّه بهم حتي يموت وهو كذلك، حُشر معهم يوم القيامة".[3]

جو عجمی لوگوں کے شہروں میں قیام پذیر رہا، ان کے نوروز اور مہرجان منائے اور ان سے مشابہت کی تو اس کا انجام بھی انہی کے ساتھ ہو گا۔"

مذکورہ نکات نمبر ۴ تا ۹ میں مذکور احادیثِ نبویہ سے علم ہوتا ہے کہ کفار سے مشابہت ان کی عبادات میں تو حرام ہے ہی، یہ مشابہت روز مرہ معاملات میں بھی حرام ہے جو بائیں ہاتھ سے کھانے پینے، اشارے سے سلام نہ کرنے، بالوں کو نہ رنگنے، ڈاڑھیوں کو مونڈنے، خواتین کے اضافی بالوں کو نہ لگانے اور ان کے تہواروں میں شرکت نہ کرنے کی واضح احادیث کی بنا پر ممنوع ہے۔ مذکورہ تمام چیزوں کا تعلق روز مرہ بول چال، لباس، عادات اور تہواروں سے ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے شرعی احکام ایسے ہیں جن سے کفار سے مشابہت کی بنا پر منع کیا گیا ہے، ان احادیث کو طوالت کی بنا پر ذکر نہیں کیا جا رہا۔

کفار سے حرام مشابہت جس طرح ظاہری و باطنی ہر نوعیت کے عبادتی اور معاملات: اقوال و اعمال تک وسیع ہے، اسی طرح یہ حرام مشابہت فساق و مبتدعہ حتی کہ اعراب و اعاجم تک پھیلی ہوئی ہے، جیسا کہ بہت سی

---

١ اقتضاء الصراط المستقیم از شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۱/ ۴۵۴

٢ السنن الکبری از بیہقی: ۹/ ۳۹۳، اور مصنف عبد الرزاق: ۱/ ۴۱۱، رقم ۱۶۰۹

٣ السنن الکبری از بیہقی: ۹/ ۳۹۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ

احادیث میں شیطان، اعرابیوں اور عجمیوں سے مماثلت کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اعراب و اعاجم اگر کافر ہیں تو اس ممانعت کی حرمت میں کوئی شبہ نہیں، اگر وہ مسلمان ہیں تو بھی وہ سابقین اوّلین اور فضیلت یافتہ اَدوار سے دور ہونے کی بنا پر قابل اقتدا نہیں اور ان کی مشابہت بھی کراہت سے خالی نہیں ہے۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

لما يفضي من فوت الفضائل، التي جعلها تعالي للسابقين الأولين أو حصول النقائص التي كانت في غيرهم.[1]

اور گناہ گار و فاسق لوگوں کی مشابہت ممنوع ہونے کی دلیل یہ قرآنی آیات ہیں کہ

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝۶۳﴾

(النور:۶۳)

"جو لوگ رسول اللہ کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں سنگین آزمائش اور دردناک عذاب سے ڈر جانا چاہیے۔"

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝۱۹﴾ (الحشر:۱۹)

"ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے ان کو اپنا آپ بھلا دیا، یہی لوگ گناہ گار ہیں۔"

بعض لوگوں نے حرام مشابہت کو یا تو ایک تاریخی ضرورت قرار دیا ہے، یا کفار کے سنگین رویوں کا ردِّ عمل بتایا ہے، اور اسے دائمی شرعی اُصول نہیں سمجھا، جیسا کہ 'اسلامی نظریاتی کونسل' کے سابق چیئرمین اور شریعت اپلیٹ بنچ، سپریم کورٹ کے جج خالد مسعود لکھتے ہیں کہ

"ہمارے خیال میں یہود و نصاریٰ اور عجم کے طور طریقوں سے مشابہت سے ممانعت کی یہ احادیث اس دور سے تعلق رکھتی ہیں، جب مدینہ میں اسلامی معاشرت کو غیر مسلموں کے ساتھ دینی اور ثقافتی تعلقات میں مختلف رویوں کا سامنا کرنا پڑا... جب یہود نے عناد کا راستہ اختیار کیا اور عام میل جول میں بھی انتہائی نفرت اور دشمنی کا اظہار کیا گیا، تو نبی کریم نے بھی احتیاط کا راستہ اختیار کیا۔"[2]

مضمون نگار نے یہاں نرم انداز سے احادیث نبویہ کو ہر زمانے کی ہدایت کی بجائے، مخصوص حالات کا تقاضا قرار دے کر، ناروا تاویل کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس طرح تو رسول اللہ ﷺ کی ہر بات کو دورِ نبوی سے خاص کرنے کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ جو بہر حال کوئی علمی طریقہ یا اسلامی سلیقہ نہیں کہلا سکتا۔ آپ مزید لکھتے ہیں کہ

"[امام ابن تیمیہ کی] اس ساری بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کفار سے مشابہت صرف مذہبی امور میں

---

1 اقتضاء الصراط المستقیم از امام ابن تیمیہ: ۱/۳۹۹

2 'مسلم شناخت: فکری و عملی تناظر' از ڈاکٹر محمد خالد مسعود مجلہ اجتہاد، اسلام آباد، جنوری ۲۰۱۰ء، ص ۶

منع ہے، ہر مشابہت منع نہیں۔ یعنی ایسے افعال کی نقل کرنا منع ہے جسے غیر مسلم مذہب اور عبادت کے طور پر کرتے ہیں، اسی طرح مذہبی غرض اور مقصد سے غیر مسلموں کے افعال کی نقل کرنا بھی شدت سے منع ہے۔

امام ابن تیمیہ کے ہاں مشابہت کے حوالے سے دین اور ثقافت میں فرق کرنا ضروری ہے اور دین کو وسیع مفہوم میں لینے کی بجائے اس کی تحدید ضروری ہے۔ تاکہ دینی اور ثقافتی تشخص میں فرق کیا جاسکے۔ اس حوالے سے تشبہ کا مسئلہ بہت حد تک بدعت کے تصور اور ممانعت کے قریب ہے۔ یعنی ہر نئی بات بدعت نہیں بلکہ بدعت وہ عمل ہے جسے دین کا درجہ دے کر اپنایا جائے۔"[1]

امام ابن تیمیہ کی یہ ترجمانی بھی درست نہیں، بالخصوص خط کشیدہ جملہ اس کی داخلی نفی کررہا ہے۔

یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ احادیث ۱۲ ویں صدی تک اسناد کے لحاظ سے کمزور سمجھی[2] جاتی تھیں، حالانکہ پیچھے مذکور احادیث کی اکثریت صحیحین میں مروی ہیں اور سنن ابو داؤد کی حدیث کی حجیت اور معنوی تائید پر پیچھے متعدد احادیث ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ اصول دین میں ایک اصل قرار پاتا ہے۔

کفار سے مشابہت کی ممانعت کی حکمتیں

① کفار سے مشابہت کی بنا پر ان سے محبت، ان کی طرف جھکاؤ اور ان کے اطوار کو اچھا سمجھنے کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر طرح کی مشابہت باہمی مناسبت اور قرب کا سبب بنتی ہے۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

أن المشابهة تفضي إلى كفر، أو معصية غالبا، أو تفضي إليهما في الجملة ....[3]

"مشابہت کفر و معصیت کی طرف لے جاتی ہے یا دونوں کی طرف، اور ہر وہ چیز کفر کے فروغ کا غالب ذریعہ ہو، شریعت اسے حرام کردیتی ہے۔ حتی کہ اس کے مخفی یا امکانی ذرائع بھی حرام ہو جاتے ہیں۔"

ہمارا مشاہدہ بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جب سے مسلمانوں نے کفار کے ساتھ رہن سہن اور میل جول میں اضافہ کرکے، ان کی مشابہت کو معمول بنایا اور ان کی عادات کو اپنایا ہے، اسلامی عقائد واعمال کمزور اور مسلم ملت انتشار کا شکار ہوگئی ہے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات میں کمی آکر، غیروں سے اپنائیت میں اضافہ ہوگیا ہے، جس سے مسلمانوں کا جسدِ ملی کمزور تر ہو چکا ہے۔

② حافظ ابن قیم الجوزیہ حرمتِ مشابہت کی حکمت یوں بیان کرتے ہیں کہ

---

۱ ایضاً: ص ۱۰

۲ ایضاً: ص ۵

۳ اقتضاء الصراط المستقیم از امام ابن تیمیہ: ۱/ ۴۸۲

"مسلمان اور کفار میں واضح امتیاز قائم ہو کر، دونوں کے اطوار میں کوئی مشابہت کا امکان نہ رہے۔ یہ ظاہری مشابہت دراصل باطنی تعلق کا اظہار ہوتی ہے۔ والمقصود الأعظم ترك الأسباب التي تدعو إلى موافقتهم ومشابهتم باطنا والنبي ﷺ سنّ لأمته ترك التشبه بهم بكل طريق.[1] اصل مقصد یہ ہے کہ ان تمام اسباب کا خاتمہ کر دیا جائے جو کفار سے باطنی موافقت اور مشابہت کی طرف لے جاسکتے ہوں۔ اور نبی کریم نے اپنی امت کے لئے ہر وہ راستہ جاری کیا جس سے ہر طرح کی مشابہت کا کلی خاتمہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا خالف هدينا هدي المشركين[2] کہ ہماری راہ ہدایت نے مشرکین کے ہر طریقے کی مخالفت کی ہے۔ اور اس شرعی اصول کے دلائل ۱۰۰ سے زائد ہیں، حتی کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ اور رسول کی پسند کردہ عبادات میں ظاہری مشابہت کی بھی ہر صورت کا خاتمہ کر دیا۔"

④ حرمتِ مشابہت کی حکمت پر قاری محمد طیب کا استدلال یہ ہے کہ

"اسلام نے قبل از اسلام قوانین اور شرائع کو منسوخ کر دیا، اور تشبہ کی ممانعت دراصل اسی تنسیخ کی حفاظت کے لئے تھی کہ مشابہت کے بہانے یہ منسوخ شدہ قوانین اور روایات دوبارہ زندہ نہ ہو جائیں۔ ان میں یہود و نصاریٰ کی شرائع بھی شامل ہیں جنہیں شریعت اسلامیہ نے منسوخ کر دیا تھا، کیونکہ وہ دنیا کے روحانی مزاج کے موافق نہیں رہے تھے۔ (رسالہ تشبہ: ص ۴۵)

علاوہ ازیں تشبہ سے تشخص میں ابہام بھی پیدا ہوتا ہے۔ قوم اس انسانی مجموعہ کا نام ہے جو کسی خاص ملت، خاص مشرب یا خاص سبیل و صراط کا پابند ہو۔ اور اس مشرب و ملت کی خصوصیات نے اس مجموعہ کو دوسرے انسانی مجموعوں سے الگ اور ممتاز کر دیا ہو۔ جیسے نصاریٰ، یہود، مشرک اور مسلمان سب اپنے عقائد و اعمال کی بنیاد پر ایک دوسرے سے ممتاز ہیں، تشبہ بالغیر سے یہ امتیاز مٹ جاتا ہے۔ (رسالہ تشبہ: ص ۶۶) کفار سے مشابہت کا اصل مقصد امت مسلمہ کو فکری انتشار اور تباہی سے بچانا اور ان کو غیر مسلموں سے ممیز کرنا ہے۔ تاہم فطری ضروریات کے ضمن میں حرج یا تنگی پیدا کرنا اس ممانعت کا مقصود نہیں ہے۔

مشابہت کی شرعی ممانعت اضطراری اور طبعی عادات جیسے کھانا پینا وغیرہ میں نہیں کہ ان میں انسان کا

---

1 احکام اہل الذمہ از حافظ ابن قیم، ۲/ ۷۴۷، دار العلم، بیروت ۱۹۸۳ء
2 السنن الکبریٰ از امام بیہقی: رقم ۹۵۲۱، اور اس روایت کی اصل صحیح بخاری: رقم ۱۶۰۰ میں ہے۔

کوئی اختیار نہیں۔ تاہم افعال واعمال جن پر مشابہت کی ممانعت کا اطلاق ہوتا ہے، وہ دو طرح کے ہیں، تعبدی افعال جن کا تعلق عبادات سے ہے جیسے صلیب لٹکانا، یا تعوّدی جو عادات سے تعلق رکھتے ہیں جیسے غیر مذہبی رسوم ورواج وغیرہ۔"

④ جب کوئی قوم غیروں کی نقالی شروع کر دے تو اس میں اپنے نظریات واقدار پر اعتماد کم ہو کر، دوسروں پر انحصار بڑھتا چلا جاتا ہے۔ غیروں سے میل جول بڑھتے بڑھتے بعض اوقات اپنے دین پر عمل کرنا، انہیں باعثِ ذلت محسوس ہونا شروع ہوتا ہے۔ اپنی تاریخ وتہذیب سے شرمندہ کوئی قوم وملت کس طرح اپنا کھویا مقام حاصل کر کے، عزت سے جی سکتی ہے۔

ہمارا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ ہر خیر کی بات ہمارے نبی کریم ﷺ نے ہمیں اپنے قول وعمل سے واضح کر کے بتادی اور رسول کریم ﷺ سے ارفع واعلیٰ نہ تو کسی کی ذات ہے اور نہ ہی بات۔ چنانچہ غیر مسلموں کے طریقوں کو اختیار کرنے والا نقائص کا عادی اور کوتاہیوں کا خوگر بن جاتا ہے، کیونکہ اسلام سراسر سعادت اور کفر ناکامی وذلت اور نقص وحسرت کا نام ہے۔

⑤ مسلم اور غیر مسلم لوگوں کی باہمی مشابہت کی ممانعت کی وجہ یہ بھی ہے کہ بہت سے شرعی اور قانونی احکام ومسائل میں دونوں کے مابین فرق ہے۔ بعض مقامات پر داخلہ صرف مسلمانوں کے لئے ممکن ہے، غیر مسلموں کو سلام میں پہل کرنے سے منع کیا گیا ہے، رمضان میں غیر مسلموں کے لئے کھانا پینا جائز ہے، اسی طرح غیر مسلم شراب پی اور حرام کھانے استعمال کر سکتے ہیں۔ حکومتی سطح پر بہت سی سیاسی اور تعلیمی نشستیں یا ملازمتیں مذہب کی بنا پر مخصوص ہوتی ہیں۔ اس بنا پر حقارت سے قطع نظر، شناخت کے بہت سے تہذیبی وسماجی مصالح ہیں، جن کے لئے اسلام نے مسلمانوں کو مستقل شناخت کا پابند بنایا ہے۔

مذکورہ بالا احادیث نبویہ سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ کفار کی مشابہت سے شرعِ مطہرہ نے درجنوں مقامات پر منع کیا ہے۔ تاہم اس شرعی تقاضے پر بہت سے شبہات واعتراضات وارد ہوتے ہیں، کہ آیا اس مشابہت سے کوئی استثنا بھی ہے، یا نہیں اور فی زمانہ سائنس وٹیکنالوجی کی بے شمار چیزیں مغربی ممالک سے ہی مسلمانوں میں متعارف ہو رہی ہیں۔ اسی طرح بہت سے چیزیں آغاز میں کفار کی عادات وشعائر تھیں، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی عرفی حیثیت میں تبدیلی ہوتی گئی، کیا اب بھی ان کا حکم حرمت باقی ہے یا نہیں؟ اس طرح کے بہت سے سوالات وشبہات مستقل مضمون کے متقاضی ہیں، جو عنقریب لکھا جائے گا۔ ان شاء اللہ

علوم تجوید و قراءات کی فرضیت

حافظ عبد الاعلیٰ درانی[1]

ہمارے لیے یہ سعادت کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری اور ابدی پیغام کے لیے اس امت کا انتخاب کیا ہے۔ قرآن مجید محض اللہ کی کتاب نہیں بلکہ یہ کلام اللہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ کلام فرمایا ہے۔ اس کے کلام اللہ ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو اس کے اصلی الفاظ اور حقیقی لہجہ میں ادا کیا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ پچھلے چند سالوں میں جب سے دینی مدارس میں تجوید و قراءات کا شعبہ قائم ہوا ہے بہت بہتری آئی ہے۔ قراءات کانفرنسز کے ذریعے اس کی طرف لوگوں کی توجہ بڑھی اور شوق پیدا ہوا ہے۔ اس کے باوجود ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو تجوید و قراءات کو غیر ضروری تصور کرتا ہے یا محض اسے ایک اضافی خوبی سمجھتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری مساجد کے خطباء کرام اور ناظرہ پڑھانے والے مدرسین بالکل اس کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بچے بڑے ہو کر جب حفظ کریں گے یا اس کے بعد تجوید کا کوئی کورس کر لیں گے تو ان کا تلفظ اور ادا درست ہو جائے گی۔ اس میں شک نہیں کہ جو بچے آگے چل کر حفظ اور پھر تجوید کے شعبے میں چلے جاتے ہیں ان کے لفظ اور ادا درست ہو جاتی ہے، لیکن سوال ہے کہ ہمارے معاشرے میں کتنے فیصد بچے حفظ یا تجوید کرتے ہیں؟ صرف ایک یا دو فیصد۔ باقی اٹھانویں فیصد تو اس طرف نہیں آتے، تو وہ ساری زندگی کلام اللہ کو غلط انداز سے پڑھتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مساجد، مدارس، سکولز یا گھروں میں ٹیوشن پڑھانے والے اساتذہ کرام کو چاہیے کہ پہلے دن سے ہی بچوں کے تلفظ اور ادا درست کرائیں اور انہیں تجوید کے بنیادی اور ضروری قواعد سے روشناس کرائیں، تاکہ بچہ آگے چل کر اگر حفظ اور تجوید کی لائن اختیار نہ بھی کرے تو وہ قرآن مجید کی تلاوت درست انداز سے کرے۔

یہ معاملہ تو محض سستی اور عملی کوتاہی کا ہے جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اصل خطرناک معاملہ یہ ہے کہ بعض احباب تجوید کے قواعد کو غیر ضروری سمجھتے ہیں، ایسے احباب کی خدمت میں چند آیات واحادیث پیش

---

1 فاضل مدینہ یونیورسٹی، خطیب بریڈفورڈ، برطانیہ

کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، جن سے واضح ہو جائے گا کہ قرآن مجید کو درست طریقے سے پڑھنا واجب ہے، انہی قواعد کا نام تجوید ہے:

شائد کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے ترتیل کے ساتھ پڑھا گیا، ترتیل کے ساتھ نازل کیا گیا اور ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَتَّلْنَٰهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾﴾ [سورة الفرقان: ٣٢]

"ہم نے اسے ترتیل کے ساتھ نازل کیا ہے۔"

مزید ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ [سورة المزمل: ٤]

"اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو۔"

شیخ اسامہ یاسین حجازی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أتله على تؤدة و طمانية و خشوع و تدبر، مع مراعاة قواعد التجويد[1].

"اس کی تلاوت سکون، اطمنان، خشوع اور تدبر کے ساتھ ساتھ تجوید کے قواعد کی رعایت رکھتے ہوئے کرنی چاہئے۔"

ترجمان قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ترتیل کا معنی واضح کر کے پڑھنا ہے[2]۔ سچ یہ ہے کہ کلمات کو اسی صورت میں واضح کر کے پڑھا جا سکتا ہے جب قواعد تجوید کے مطابق پڑھا جائے۔

ترتیل کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"ارشاد ہوا کہ قرآن شریف کو آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کر، تاکہ خوب سمجھتا جائے۔ اس حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عامل تھے[3]۔"

---

١ هل التجويد واجب لشيخ أسامة ياسين حجازي كيلاني الحسني:٦٠، دار المنهاج

٢ تفسیر طبری:٢٩/ ٨٠

٣ تفسیر ابن کثیر:٥/ ٤٤٤

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے ترتیل کا معنیٰ روایت کیا گیا ہے:

الترتيل : تجويد الحروف و معرفة الوقوف [1].

"ترتیل (کا معنیٰ): حروف کو عمدہ انداز میں اور وقف کی معرفت کے ساتھ پڑھنا ہے۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے قراءتِ نبوی کا وصف پوچھا گیا تو فرمایا کہ آپ ﷺ الفاظ پر خوب مد (لمبا) کر کے پڑھا کرتے تھے، پھر آیت (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھ کر سنائی جس میں لفظ اللہ پر، لفظ رحمٰن پر، لفظ رحیم، پر مد کی [2]۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

كَانَ يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا [3].

"آپ ﷺ کوئی بھی سورت پڑھتے تو ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے، جس سے چھوٹی سی سورت بھی بہت لمبی ہو جاتی تھی۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝٦﴾ [النمل: ٦]

"(اے نبی!) آپ یہ قرآن ایک حکیم و علیم ہستی کی طرف سے حاصل کر رہے ہیں۔"

یعنی نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی قراءت جبریل کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے حاصل کی۔ یعنی جبریل نے اللہ تعالیٰ سے قرآن سنا اور نبی کریم ﷺ نے جبریل سے سنا۔ لہٰذا آں حضرت ﷺ پر فرض ہے کہ قرآن کو اسی طرح پڑھیں جس طرح جبریل سے سنا ہے، رسول اللہ ﷺ اس کی بھرپور کوشش بھی کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝١٦ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝١٧ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝١٨﴾

[القيامة: ١٦ – ١٨]

---

١ هل التجويد واجب: ٦٠

٢ صحیح بخاری: ٥٠٤٦

٣ صحیح مسلم: ٧٣٣

"اسے جلدی پڑھنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت مت دیں، بلاشبہ اس کو (آپ کے دل میں) جمع کرنا اور (آپ کی زبان سے) اس کی تلاوت کرانا ہماری ذمہ داری ہے۔ پس جب ہم اسے پڑھ چکیں تو اس کی اتباع کرتے ہوئے آپ اس کی تلاوت کریں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کا شان نزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب وحی آتی تو رسول اللہ ﷺ (بھولنے کے ڈر سے) جبریل کے ساتھ ساتھ پڑھنے لگتے تھے جو آپ پر بھاری پڑتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں جن میں آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ جبریل کے ساتھ ساتھ نہ پڑھا کریں، اسے آپ کے سینے میں محفوظ کرنا اور آپ کی زبان سے پڑھانا ہماری ذمہ داری ہے[1]۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن مجید نازل ہی نہیں کیا بلکہ نبی ﷺ کو قراءت قرآن کی تعلیم بھی دی ہے۔ تعلیم قراءت میں الفاظ کی صفات اور ادا کی کیفیات شامل ہیں اور یہی تجوید ہے۔ دوسرے لفظوں میں تجوید کا علم اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ ﷺ کو سکھایا ہے۔ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے دل پر صرف وحی کا القا ہی نہیں کرتے تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی زبان سے سناتے اور رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنتے تھے[2]۔

قرآن مجید کی تلاوت سکھانا رسول اللہ ﷺ کی منصبی ذمہ داری تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ ﴾ [الطلاق: ١١]

"(اللہ تعالیٰ نے بھیجا) ایک ایسا رسول، جو تمہارے سامنے اللہ کی واضح آیات پڑھ کر سناتا ہے۔"

آیات پڑھ کر سنانے میں قرآن مجید پڑھنے کے اصول وضوابط جنہیں تجوید کہا جاتا ہے بھی شامل ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کسی شخص کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے، اس نے ﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ ﴾ کو مد کے بغیر پڑھا تو آپ نے اس کو ٹوکا اور فرمایا: "حضور ﷺ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا ہے"۔ اس نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ نے آپ کو کس طرح پڑھایا ہے؟ تو سیدنا ابن مسعودؓ نے یہ آیت پڑھی اور ﴿ لِلْفُقَرَاءِ ﴾ پر مد کیا[3]۔

---

١ صحیح بخاری: ٥٠٤٤

٢ صحیح بخاری: ٦٢٨٥

٣ المعجم الكبير للطبراني (٩/ ١٣٧): ٨٦٧٧، السلسلة الصحيحة للألباني: ٢٩٢١

غور کریں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حرف یا حرکت کے چھوٹنے یا بدلنے پر نہیں صرف مد کے چھوڑنے پر ٹوکا، پھر نبی کریم ﷺ کی قراءت کے مطابق پڑھ کر سنایا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم اسی طرح پڑھنا چاہیے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے شاگردوں کو پڑھایا ہے۔ یعنی حروف کو مخارج وصفات اور دیگر قواعد کے اعتبار سے ان کی ادائیگی درست ہو اور بے موقع وقف نہ کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ صرف نماز میں تلاوت نہیں کرتے تھے، بلکہ صحابہ کرام کو انفرادی اور اجتماعی طور پر باقاعدہ سکھاتے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کا باقاعدہ حکم تھا، جیسا کہ حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ القُرْآنَ [1].

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں۔"

یہ عظیم الشان اہتمام تصحیح تلاوت کے لیے تھا۔ اس سے بڑھ کر تجوید کی اہمیت کیا ہو سکتی ہے؟

حضرت علی فرماتے ہیں:

إنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمُرُكم أن تقرأوا كما عُلِّمتم [2].

"بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اسی طرح پڑھو جس طرح تمہیں سکھایا گیا ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ﴾ [البقرة: ۱۲۱]

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جس طرح اس کی تلاوت کا حق ہے، یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔"

حق تلاوت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

والذي نفسي بيده، إن حق تلاوته: أن يحل حلاله ويحرم حرامه، ويقرأه كما أنزله

---

۱ سنن الترمذی: ۳۸۹۸

۲ تفسیر الطبری (۱/ ۲۴)، رقم الحدیث: ۱۳

الله، ولا يحرف الكلم عن مواضعه، ولا يتأول منه شيئا على غير تأويله[1].

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تلاوتِ قرآن کا حق یہ ہے کہ: اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا جائے۔ اس طرح اس کی قراءت کی جائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا ہے، کسی حرف کو اس کے مخرج سے پھیرا نہ جائے اور اس کی تفسیر میں تاویل نہ کی جائے۔"

اس سے واضح ہوا کہ تجوید کے قواعد کا اہتمام کرنا حق تلاوت میں داخل ہے۔

امام غزالی اس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

وتلاوة القرآن حق تلاوته هو أن يشترك فيه اللسان والعقل والقلب، فحظ اللسان تصحيح الحروف بالترتيل، وحظ العقل تفسير المعاني، وحظ القلب الاتعاظ، والتأثر بالأزجار والائتمار، فاللسان يرتل، والعقل يترجم، والقلب يتعظ[2].

"تلاوتِ قرآن کا حق یہ ہے کہ زبان، دماغ اور دل اس میں شریک ہوں۔ تلاوت میں زبان کا حصہ حروف کو درست کر کے تلاوت کرنا، عقل کا حصہ الفاظ کی تفہیم و تفسیر، دل کا حصہ اس کو سمجھنا اور اس کا اثر قبول کرنا۔ پس زبان پڑھتی ہے، عقل سمجھتی اور دل قبول کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی ایک خوبی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴾ [الشعراء: ١٩٥]

"جو کہ فصیح عربی زبان میں۔"

مزید فرمایا:

﴿ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ﴾ [فصلت: ٤٤]

"اور اگر ہم اس قرآن کی زبان غیر عربی بنا دیتے تو کافر کہتے کہ اس کی آیات واضح کیوں نہیں کی گئیں۔"

امام قرطبی اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس میں دلیل ہے کہ قرآن عربی میں ہے، اور اسے لغت عرب میں نازل کیا، بلاشبہ یہ عجمی زبان میں نہیں

---

۱ تفسیر الطبری (۲/ ۵۶۷)، رقم الحدیث: ۱۸۸۶

۲ إحیاء علوم الدین للغزالي: ۱/ ۲۸۷، دار المعرفة، بیروت.

ہے، لہذا جب اسے غیر عربی لب ولہجہ میں پڑھا جائے گا وہ تو قرآن نہیں رہے گا۔"[1]

اللہ تعالیٰ نے یہود کے جرائم بیان کرتے ہوئے ایک جرم یہ بیان کیا:

﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ﴾ [المائدة: ١٣]

"(اب ان کا حال یہ ہے کہ) کتاب اللہ کے کلمات کو ان کے موقع و محل سے بدل ڈالتے ہیں اور جو ہدایات انہیں دی گئی تھیں ان کا اکثر حصہ بھول چکے ہیں۔"

حروف کے محل سے مراد اس کے مخارج ہیں اور تجوید کا مطلب حروف کو ان کے مخارج سے پڑھا جائے۔ جو شخص قرآن پڑھتے ہوئے تجوید کا خیال نہیں رکھتا وہ دراصل حروف کو اس کے محل سے ہٹ کر ادا کر رہا ہے، جو کہ مذکورہ آیت میں ممنوع اور قابل مذمت فعل ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

لَا تَنْثُرُوهُ نَثْرَ الرَّمْلِ وَلَا تَهُذُّوهُ هَذَّ الشِّعْرِ، قِفُوا عِنْدَ عَجَائِبِهِ، وَحَرِّكُوا بِهِ الْقُلُوبَ، وَلَا يَكُنْ هَمُّ أَحَدِكُمْ آخِرَ السُّورَةِ. رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ[2].

"ریت کی طرح قرآن کو نہ پھیلاؤ اور شعروں کی طرح قرآن کو بے ادبی سے نہ پڑھو، اس کی عجائبات پر غور کرو اور دلوں میں اثر لیتے جاؤ اور اس میں دوڑ نہ لگاؤ کہ جلد سورت ختم ہو۔"

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: «لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ»[3].

"حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے پوچھا: کس کی خیر خواہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلم حکمرانوں کی اور عام مسلمانوں کی۔"

علماء کرام نے کتاب کی خیر خواہی میں حروف کی درست ادا کو بھی شامل کیا ہے[4]۔

---

۱ تفسیر القرطبی: ۱۵/ ۳۶۸

۲ تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۴۴۴

۳ صحیح مسلم: ۵۵

۴ هل التجوید واجب: ۱۱۶

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قرآن کے قاری سے قیامت والے دن کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور ترتیل سے پڑھ جیسے دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا۔ تیرا درجہ وہ ہے جہاں تیری تلاوت ختم ہو گی[1]۔"

سیدنا انس بن مالک کا قول ہے:

رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْآنِ أَوْ قَارِئٍ لِلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ[2].

"ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے جبکہ قرآن اس پر لعنت بھیج رہا ہوتا ہے۔"

امام ابو عبد اللہ الشیرازی فرماتے ہیں:

ويجب على القارئ أن يتلو القرآن حق تلاوته؛ صيانة للقرآن عن أن يجد اللحن إليه سبيلا، على أن العلماء اختلفوا في وجوب حسن الأداء في القرآن: فذهب بعضهم إلى أن ذلك مقصور على ما يلزم المكلف قراءته في المفروضات، وآخرون إلى وجوبه في [كل] القرآن؛ لأنه لا رخصة في تغيير اللفظ بالقرآن [وتعويجه][3].

"قاری پر واجب ہے کہ وہ تلاوتِ قرآن کا حق ادا کرے اور قرآن مجید کو ہر قسم کے لحن سے محفوظ رکھے۔ حسنِ ادا کے واجب ہونے پر علماء کرام میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ فرض نماز میں کی جانے والی تلاوت کی درست ادا واجب ہے، بعض علماء کرام پورے قرآن کی ادائی کو فرض قرار دیتے ہیں، کیونکہ قرآن مجید کے لفظ کو بدلنے اور اس میں ٹیڑھا پڑھنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔"

خلافِ تجوید قرآن پڑھنا موجب گناہ ہے

محققین علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ غیر تجوید قرآن پڑھنے والا مستحق ثواب نہیں بلکہ (بعض دفعہ) گناہ گار ہو جاتا ہے۔ بہت سارے علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

① جیسا کہ علم تجوید و قراءت کے مشہور امام ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

۱ سنن ابی داؤد: ۱۴۶۴، سنن ترمذی: ۲۹۱۴

۲ احیاء العلوم: ۱/ ۳۲۴

۳ شرح طیبۃ النشر فی القراءات العشر لابی القاسم محمد بن محمد النویری: ۱/ ۲۵۰

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حتم لَازِمٌ مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْآنَ اٰثِمٌ
لِاَنَّهٗ بِهِ الْاِلٰهُ اَنْزَلَ وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَیْنَا وَصَلَ[1].

"تجوید کا حاصل کرنا ضروری و لازم ہے۔ جو شخص تجوید سے قرآن نہ پڑھے وہ گناہگار ہے۔ کیونکہ اللہ نے تجوید ہی کے ساتھ اس کو نازل فرمایا ہے اور اسی طرح آپ ﷺ سے ہم تک پہنچا ہے۔"

② شیخ الاسلام ناصر الدین الطبلاوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کیا تجوید کے قواعد پر عمل کرنا واجب یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو کیا وہ شرعی واجب ہے کہ اس پر عمل کرنے والا ثواب کا مستحق اور عمل نہ کرنے والا گناہ گار ہے یا فنی اعتبار سے لازم ہے کہ اس کا گناہ و ثواب سے کوئی تعلق نہیں، مزید وجوب کا انکار کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

"ہر عقلمند شخص پر واجب ہے کہ وہ اس فن کے معتبر ائمہ سے سیکھے اور ادا کی کیفیت کو انہیں سے حاصل کرے، کسی غیر اہل سے حاصل نہ کرے۔ ان احکام پر عمل کرے جن پر آئمہ قراء کا اتفاق ہے اور جس پر آئمہ قراء کا اجماع ہو اس کی مخالفت کرنا حرام ہے۔ جو شخص اس کے وجوب کا انکار کرے وہ خطاکار اور گناہ گار ہے، اس عقیدے سے رجوع کرنا اس پر واجب ہے[2]۔"

③ اردو زبان میں سیرت النبی پر سب سے معروف کتاب "رحمۃ اللعالمین" کے مصنف قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۶۷ء۔ ۱۹۳۰) بہت بڑے عالم دین تھے، ان سے کسی نے سوال کیا:

"تجوید کا حکم کیا ہے؟ فن تجوید کا مرتبہ دیگر فنون کے مقابلہ میں کیا ہے؟ تجوید کے خلاف قرآن پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے؟ قرآن کس شخص پر لعنت کرتا ہے، وہ حدیث مع ترجمہ و خلاصہ کے ضرور تحریر فرمائیں، مجہول قرآن پڑھنے والے کی امامت (جب کہ نہ تو لحن جلی کی خبر رکھتا ہو اور نہ لحن خفی کا پتہ ہو) اور مقتدی میں عمدہ تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے والا موجود ہو، تو ایسی نماز کا کیا حکم ہو گا؟

قاضی صاحب نے جواب دیتے ہوئے لکھا:

"تجوید سے اس قدر واقفیت فرض ہے کہ آدمی قرآن شریف بقدرِ ضرورت صحیح پڑھ سکے، جس سے

---

۱ مقدمہ جزریۃ: ۱۰، حاشیہ فوائد مکیہ: ۳

۲ ھل التجوید واجب: ۱۲۰ ملخصا

اس کی نماز میں فساد نہ آئے اور پورا فنِ تجوید مہارت کے ساتھ سیکھنا فرضِ کفایہ ہے، یعنی اگر چند حضرات بھی اس میں مہارت پیدا کرلیں تو دوسروں کے لئے اس میں محنت کرنا ضروری نہیں ہوتا، لیکن قرآنِ کریم مجہول پڑھنا کسی حالت میں درست نہیں ہے، اس لئے امام کو متعین کرتے وقت ان باتوں کا لحاظ کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی امام کو متعین کردیا گیا اور وہ بہ قدر ضرورت قرأت کرنے پر قادر ہے اور مقتدیوں میں اس سے اچھے پڑھنے والے قاری اور اچھے مجود موجود ہوں، تو ایسی صورت میں امامت کا حق ان مقتدی قاریوں کو نہیں ہے، بلکہ متعین امام ہی امامت کا حق دار ہوگا۔ جیسا کہ رد المحتار میں ہے:

واعلم أن صاحب البيت ومثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقاً[1].

"جان لو کہ متعین گھر کا مالک اور اسی طرح امام مسجد بہرحال دوسروں سے امامت کا زیادہ مستحق ہے۔"

فقط واللہ تعالی اعلم.

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

④ دمشق کے معروف مفتی الشیخ احمد شریف سے پوچھا گیا کہ

"کیا امام جزری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ جو شخص قرآن تجوید کے ساتھ نہیں پڑھتا وہ گناہ گار ہے؟

تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا:

فلا خِلافَ بَينَ الفُقَهاءِ في أنَّ الاشتِغالَ بِعِلمِ التَّجويدِ فَرضُ كِفايَةٍ، وأمَّا العَمَلُ به فهوَ واجِبٌ على من يَقْدِرُ عَلَيهِ، لأنَّ اللهَ تعالى أنزَلَ به كِتابَهُ المَجيدَ، وَوَصَلَ إلَينا عن سَيِّدِنا رَسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَعلى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ مُتواتِراً بالتَّجويدِ.

"اس باب میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ علم تجوید حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور اس پر عمل کرنا یعنی اس کے مطابق قرآن پڑھنا واجب ہے کیونکہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے تجوید کے ساتھ ہی نازل فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک اسی طرح تجوید کے ساتھ پہنچا ہے۔"

وذَهَبَ المُتَأخِّرونَ من الفُقَهاءِ إلى وُجوبِ مُراعاةِ قَواعِدِ التَّجويدِ فيما يَتَغَيَّرُ به

---

1 الدر المختار مع الرد المحتار: ۲/۲۹۷

المَبنى ويُفسِدُ المَعنى، وإلى هذا أشارَ مُحَمَّدٌ الجَزَرِيُّ في مَنظومَتِهِ في التَّجويدِ:
والأَخْذُ بالتَّجويدِ حَتْمٌ لازِمُ و من لم يُجوِّدِ القُرآنَ آثِمُ.

"جبکہ تمام فقہاء متاخرین بھی اس پر متفق ہیں کہ اتنا علم حاصل کرنا واجب ہے جس سے قواعد تجوید کا لحاظ ہو سکے اور قرآن کا معنیٰ نہ بدلے۔ اسی طرف امام محمد بن یوسف جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے:
"جو شخص قرآن کریم کو تجوید کے ساتھ نہ پڑھے وہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔"

ولا شَكَّ أنَّ الأُمَّةَ كما هُم مُتَعَبَّدونَ بِفَهْمِ مَعاني القُرآنِ العَظيمِ وإقامَةِ حُدودِهِ، كذلكَ هُم مُتَعَبَّدونَ بِتَصحيحِ ألفاظِهِ وإقامَةِ حُروفِهِ على الصِّفَةِ المُتَلَقَّاةِ من أَئِمَّةِ القُرّاءِ والمُتَّصِلَةِ بالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعلى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

"بلاشبہ جس طرح یہ امت پابند ہے کہ وہ قرآن کریم کے معانی کو سمجھے اس کے احکام کو بجالائے اسی طرح وہ اس بات کی بھی پابند ہے کہ قرآن کریم کو اس کے صحیح الفاظ اور قراء کرام کی جانب سے پڑھائے گئے طریقہ تجوید کے مطابق پڑھے کیونکہ نبی ﷺ سے اسی طرح پڑھنا سکھایا گیا ہے۔"

فمن كانَ قادِراً على تَعَلمِ أحكامِ التجويدِ لِتَصحيحِ تِلاوَتِهِ وَجَبَ عَلَيهِ أن يَتَعلَّمَ، وإلا فلا، وذلكَ لِقَولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعلى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ: (الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ)[1]، والله تعالى أعلم[2].

"اور اسی بنا پر جو شخص علم تجوید مکمل سیکھنے پر قدرت رکھتا ہے، اسے یہ علم ضرور سیکھنا چاہیے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کے متعلق ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قرآن کریم کا ماہر اور مشاق، معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن کو اٹک اٹک کر اور مشقت کے ساتھ پڑھتا ہے اس کو دوہرا اجر ملے گا۔"
لہٰذا ضروری ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کے قواعد کے مطابق سیکھیں اور انہی کے مطابق تلاوت کریں۔

---

۱ صحیح مسلم: ۱۸۶۲
۲ رقم الفتویٰ، ۶۰۱۹ بتاریخ ۲۷ ستمبر ۲۰۱۱

سیدنا ابو ہریرہ کا ایمان افروز تذکرہ

درس: فضیلۃ الشیخ مولانا پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ مولانا پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی صاحب رحمہ اللہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں لاہور تشریف لائے تو الحکمۃ انٹرنیشنل، لاہور میں اہل علم کی خوب صورت مجلس سجی، جس میں مختلف علمی موضوعات پر شیخ محترم نے بڑے نادر علمی نکات سے حاضرین کے علم میں اضافہ فرمایا۔ یہ مجلس مغرب تا عشاء جاری رہی۔ بعد نمازِ عشاء مدیر ادارہ حافظ شفیق الرحمن زاہد حفظہ اللہ کی درخواست پر شیخ محترم نے سیرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر بڑا ایمان افروز درس ارشاد فرمایا، جس سے آپ خود بھی آبدیدہ ہوئے اور سامعین کو بھی اشکبار کیا۔ یہ درس ۱۷ فروری ۲۰۲۵، بروز سوموار کو ارشاد فرمایا۔ اس سے چند ہی دن بعد آپ خالق حقیقی سے جاملے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) اس درس کو افادہ عام کے لیے "محدث" کی زینت بنایا جارہا ہے تاکہ ہم سب اس کے مطالعے سے اپنی تربیت کا سامان کر سکیں۔ [ادارہ]

بعد از حمد وثنا اور درود وسلام!

میں ایک ادنیٰ سا طالب علم ہوں اور طالب علم ہی رہنا چاہتا ہوں۔ یہ اہل علم کی مجلس ہے اور "من آنم کہ من دانم۔"

ایک عرصے سے میری یہ خواہش اور تمنا تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس ادارے کی زیارت کا موقع نصیب فرمائے۔ بہرحال تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے ہاں مقدر ہیں، جب اسے منظور ہوتا ہے تب ہی معاملات انجام پاتے ہیں۔ آج اللہ نے مجھے موقع دیا اور اس ادارے میں حاضری ہو گئی۔

مجھے درس کے لیے کہا گیا ہے، تو میں اپنی باتیں کرنے کے بجائے ایک عظیم صحابی رسول کا تذکرہ کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی میں علم کے حوالے سے کوئی کمی نہیں ہے۔ تمام صحابہ کرام ہی بہت عظیم المرتبت ہیں لیکن جب علمی حوالے سے دیکھتے ہیں تو جو حیثیت اور مقام سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا ہے وہ کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں ہو سکا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی علمی عظمت کا خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اظہار فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا: اے اللہ کے رسول! آخرت میں آپ کی سفارش کا سب سے زیادہ حق دار کون ہو گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے سوال کا جواب دینے سے پہلے ان کی تعریف کی اور فرمایا:

لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لاَ يَسْأَلُنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ.

"اے ابو ہریرہ! مجھے یقین تھا کہ اس حدیث کے بارے میں سب سے پہلے آپ مجھ سے سوال کرو گے، کیونکہ میں نے حدیث کے طلب میں تمہاری رغبت اور شوق کو دیکھا ہے۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے ابو ہریرہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ، أَوْ نَفْسِهِ[1].

"قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار وہ شخص ہو گا، جس نے دل کی سچائی اور اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا ہو گا۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں بعض اوقات تعجب کا اظہار کیا کرتے تھے کہ ہم پہلے مسلمان ہوئے ہیں اور ہمیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کا موقع ملا ہے، ہم مکہ میں بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں اور مدینہ میں بھی، جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو خیبر کے موقع پر ۷ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں اور یہ کم و بیش تین چار سال ہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ اس کے باوجود وہ سب سے زیادہ احادیث بیان کرتے ہیں۔

یہ بالکل سچ ہے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی صحابی ۱۰ سال، کوئی ۱۵ سال، کوئی ۲۰ سال یا کوئی ۲۳ سال آپ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بالکل ابتدا ہی میں مسلمان ہو گئے تھے، ان کو تئیس برس نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنے کا موقع ملا تھا، ان سے بھی سو سے کچھ اوپر احادیث ہم تک پہنچی ہیں۔

اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ یہ ابو ہریرہؓ پتہ نہیں کیسے احادیث سنا دیتے ہیں، ہم نے تو یہ چیزیں کبھی سنی ہی نہیں اور نہ ہی ہم یہ جانتے ہیں۔

جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ان کے متعلق ایسی باتیں کی جاتی ہیں تو وہ فرمانے لگے:

---

1 صحیح بخاری: ۹۹

"لوگو! آپ کے بیوی بچے تھے، آپ کے باغات تھے، آپ تجارت اور کھیتی باڑی کرتے تھے جبکہ میں تنہا تھا، میرے پاس کرنے کو کوئی کام نہیں ہوتا تھا، لہذا میں ہر وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ آپ سفر میں ہوتے یا بازار جاتے میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتا تھا، صرف اس وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے جدا ہوتا جب آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لے جاتے۔"[1]

نبی کریم ﷺ گھر جاتے تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دروازے سے باہر زمین پر لیٹ جاتے تھے۔ وہ کوئی چادر، کپڑا یا صف نہیں بچھاتے تھے۔ یہ ان کی نبی ﷺ کے ساتھ عقیدت اور محبت کا اظہار تھا اور ان کا یہ بھی مقصد تھا کہ جب نبی ﷺ گھر سے باہر آئیں گے تو وہ فوراً آپ ﷺ کی صحبت اختیار کر لیں گے۔

زیادہ احادیث یاد رکھنے کی دوسری وجہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یوں بیان کی کہ مجھے کچھ احادیث بھول جاتی تھیں، تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے احادیث سنتا ہوں لیکن مجھے وہ بھول جاتی ہیں، لہذا آپ دعا کیجیے کہ میں جو احادیث سنوں وہ مجھے یاد رہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ابوہریرہ! چادر بچھاؤ۔"

میں نے چادر بچھائی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند کیے، پھر خوب دعا فرمائی۔ مجھے یقین ہونا شروع ہو گیا کہ اللہ کی رحمت نازل ہو رہی ہے اور میری چادر میں اللہ کی رحمت آ رہی ہے۔ جب آپ ﷺ دعا سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

ابوہریرہ! یہ چادر اٹھا کر اپنے سینے سے لگالو۔

میں نے اپنی چادر کو چاروں کونوں سے پکڑ کر ایسے اٹھایا جیسے وہ دعاؤں سے بھری ہوئی ہو۔ آپ نے چادر اٹھا کر سینے سے لگائی۔ اس کے بعد مجھے کوئی بھی چیز بھولی نہیں۔[2]

ایک بار کسی نے کہا: ابوہریرہ! آپ کمال کرتے ہیں، ہم نے تو یہ احادیث سنی ہی نہیں ہیں، آپ پتہ نہیں کہاں سے سنا دیتے ہیں۔ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا یہ بتاؤ: کل رات عشاء کی نماز کس کس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ باجماعت پڑھی تھی؟ تو سب بولے کہ ہم نے پڑھی تھی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلی رکعت میں کون سی سورت پڑھی تھی اور دوسری رکعت میں کون سی سورت پڑھی

---

۱ صحیح بخاری: ۱۱۸، ۲۳۵۰

۲ صحیح بخاری: ۱۱۹

تھی؟ صحابہ کرام بولے: ہمیں یاد نہیں ہے۔ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں سورت پہلی رکعت میں اور فلاں سورت دوسری رکعت میں پڑھی تھی۔ سب بولے: ہاں اب یاد آگیا ہے۔ تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اور تمہارے درمیان یہی فرق ہے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں وہ یاد رکھتا ہوں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اتنا دلنشین ہے کہ جی چاہتا ہے بندہ بیان کرتا ہی رہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھوک لگی ہوئی تھی اور گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ باہر نکلے کہ کہیں سے اللہ کھانے کا کوئی بندوبست کر دے۔ راستے میں ان کی ملاقات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔ تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے گھر میں کھانے کو کچھ نہیں ہے، اس لیے میں باہر نکلا ہوں کہ کہیں سے کچھ کھانے کو مل جائے۔ تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا بھی یہی حال ہے، مجھے بھی بہت بھوک لگی ہے اور میرے پاس بھی کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آئیں ہم اکٹھے ہی کہیں چلتے ہیں، تاکہ کچھ انتظام کیا جا سکے۔ راستے میں انہیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مل گئے۔ ان سے پوچھا تو کہنے کہ میرے گھر میں بھی اس وقت کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے، آو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں کہ وہاں سے کھانے کو کچھ مل جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے بہت بھوک لگی ہے اور آج میرے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے، میرے بھائی عمر رضی اللہ عنہ بھی بھوک سے بے حال ہیں اور ابوہریرہ کا تو سب کو ہی پتہ ہے کہ ان کے پاس بھی کھانے کو کچھ نہیں ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو دو دو کھجوریں دیں۔ یہ کھجوریں عام نہیں تھیں بلکہ یہ برکت والی کھجوریں تھیں کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے دی گئی تھیں، پھر وہ برکت والی کیسے نہ ہوتیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ کھجوریں کھالیں لیکن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور کھالی اور ایک جیب میں ڈال لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا: ابوہریرہ! یہ کیا کیا ہے؟ تمہیں تو بھوک لگی ہوئی تھی، میں نے تمہیں صرف ہی کھجوریں دی ہیں اور تم نے ان میں سے بھی ایک رکھ لی ہے؟ تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ کے رسول! گھر میں امی جان کی بھی بھوک سے یہی حالت ہے، میں نے ایک کھجور کھالی ہے دوسری ان کے لیے رکھ لی ہے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ! تم یہ کھجور

بھی کھالو، میں تمہاری والدہ کے لیے اور کھجوریں دے دیتا ہوں۔[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کتنی خوش نصیب ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے لیے خاص طور پر کھجوریں عطا فرما رہے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک دن بھوک سے نڈھال نیم بے ہوشی کی حالت میں راستے میں پڑا تھا۔ میں نے اچانک رسول اللہ ﷺ کو آتے ہوئے دیکھا تو بہت مشکل سے اٹھا کہ رسول اللہ ﷺ میری حالت دیکھیں گے کہ تو میرے لیے کھانے کا کچھ بندوبست کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے نزدیک آکر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مسجد میں تشریف لے گئے۔ اسی اثناء میں کسی بندے نے دودھ کا ایک پیالہ رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا۔ اسے دیکھ کر مجھ میں کچھ ہمت پیدا ہوئی کہ اس دودھ سے کچھ رسول اللہ ﷺ پی لیں گے اور کچھ مجھے دے دیں گے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! جاؤ، صفہ والوں کو بھی بلا کر لاؤ، وہ بھی بھوکے ہیں۔ اس وقت ان کی تعداد ۷۰ یا ۸۰ کے قریب ہوتی تھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ دودھ کا صرف ایک پیالہ ہے، جس سے رسول اللہ ﷺ نے بھی پینا ہے اور مجھے بھی بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔ صفہ والے بھی آجائیں گے تو میرے حصے میں تو کچھ بھی نہیں آئے گا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجا آوری لازم تھی۔ لہٰذا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ کو بھی بلا کر لے آئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو دودھ پلاؤ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے حکم پر ایک آدمی کو دودھ دیا، اس نے خوب سیر ہو کر پیا لیکن دودھ میں ذرہ بھی کمی نہیں آئی تو مجھے اطمنان ہوا کہ دودھ ختم نہیں ہو گا۔ میں نے سب کو دودھ پلایا۔ پھر پیالہ رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا کہ اب آپ اور میں ہی رہ گئے ہیں، لہٰذا آپ نوش فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! تم پیو۔ چنانچہ میں نے پیا۔ پھر میں نے پیالہ آپ کو دینا چاہا تو آپ نے فرمایا: ابو ہریرہ! اور پیو۔ میں نے اور پیا۔ پھر پیالہ آپ کو دینا چاہا تو آپ نے تیسری، پھر چوتھی بار بھی یہی فرمایا کہ ابو ہریرہ! اور پی لو۔

اس واقعے کے متعلق میرے استاذ، میرے شیخ، میرے مربی اور میرے محسن شیخ سلطان محمود محدث جلالپوری فرماتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اور پیوں گا تو دودھ میرے منہ میں ہی رہ جائے گا، آگے نہیں جا سکے گا، کیونکہ اب مزید گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے پیالہ

---

1 سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۵۹۲

پکڑ لیا اور دودھ نوش فرمالیا۔[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی مغفرت کرے، جو میرے لیے اور میری ماں کے لیے مغفرت کی دعا کرے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اگر ہم روزانہ دعا نہ کر سکیں تو کبھی کبھار ہی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر دعا کیا کریں کہ یا اللہ! سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ محترمہ کی مغفرت فرما۔ اس طرح ہم بھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعائے مغفرت کے مستحق بن جائیں گے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک آدمی نے کہا: اللہ تمہاری بھی مغفرت کرے، تمہاری والدہ کی بھی مغفرت کرے اور تمہارے والد کی بھی مغفرت کرے۔ تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں نہیں، صرف میرے اور میری ماں کے لیے دعا کرو، میرے والد کے لیے دعا نہیں کرو کیونکہ وہ مشرک ہی مر گیا تھا اور مشرک کے لیے دعا نہیں کی جاتی۔ اللہ اکبر!۔

یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کا تذکرہ ایمان میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں ایسے بدبخت لوگ بھی ہیں جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔
ایک مسجد میں کچھ لوگ بیٹھے تھے، وہاں ایک حدیث بیان کی گئی تو ایک بدبخت کہنے لگا: میں اس حدیث کو نہیں مانتا کیونکہ اسے ابوہریرہ نے روایت کیا ہے۔ یہ بات کہنے کی دیر تھی کہ اللہ نے اپنی قدرت دکھائی، اچانک اس کے اوپر ایک اژدھا گرا، سارے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، مجمع بکھر گیا تو اژدھے نے اس آدمی کا تعاقب کیا، جس نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تھی۔ لوگ اسے کہنے لگے: توبہ کرلو، ورنہ یہ سانپ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ تو اس نے خوف کی وجہ سے کہہ دیا: میں اپنی بات سے توبہ کرتا ہوں۔ اتنا کہنا تھا کہ سانپ غائب ہو گیا اور پتہ نہیں کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا۔[2]

یہ واقعہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بدزبانی کرنے والوں کے انجام کو واضح کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح معنوں میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا جانشین بنائے، ہم جو پڑھیں اور پڑھائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے اور اسے ہمارے لیے، ہمارے والدین اور اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین

---

۱ صحیح البخاري: ۶۴۵۲

۲ سیر أعلام النبلاء: ۲/ ۶۱۸-۶۱۹

پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی رحمۃ اللہ علیہ

محمد آصف سعد

نام اور پیدائش

ابو حمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی کا اصل نام "سید مجتبیٰ" ہے، جو ان کے والد محترم نے رکھا تھا۔ آپ کے والد محترم ابو سعید عبد العزیز السعیدی رحمۃ اللہ علیہ جید عالم دین تھے، انہوں نے بیہقی زماں مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ادارے "مدرسہ عربیہ سعیدیہ" سے دینی علوم کی تکمیل کی۔ اسی مادر علمی کی نسبت سے آپ نے "سعیدی" لقب رکھا اور یہی نام ان کی پہچان بن گیا، بلکہ والد صاحب کی یہ نسبت آپ دونوں بھائیوں کے نام کا بھی حصہ بن گئی۔ والد صاحب کا آبائی علاقہ ملتان کے قریب جہانیاں منڈی تھا جہاں آپ کی پیدائش ہوئی اور وہیں اپنی زندگی کا ایک طویل زمانہ گزارا اس وجہ سے ملتانی کے لقب سے بھی معروف ہوئے۔ عبد العزیز سعیدی رحمۃ اللہ علیہ جہانیاں منڈی سے رحیم یار خان چلے گئے اور پھر وہاں سے منکیرہ ضلع بھکر میں رہائش پذیر ہو گئے۔ شیخ عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ کے بقول ہمارے والد محترم صرف اسی لیے اس دور دراز کے علاقے میں آئے تھے تاکہ اپنے بچوں کی تربیت سب سے کٹ کر کریں اور دین کا عالم بنائیں۔ ہم دونوں بھائی ان کا صدقہ جاریہ ہیں۔

مولانا عبد العزیز سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے سسرال چک نمبر P۱۵۷ ضلع رحیم یار خان میں تھا، وہیں ۷ ستمبر ۱۹۵۷ء کو ہمارے ممدوح شیخ سعید مجتبیٰ سعیدی کی ولادت ہوئی۔

ابتدائی تعلیم

پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی اور عصری تعلیم منکیرہ، ضلع بھکر میں حاصل کی۔ آٹھویں کلاس تک گورنمنٹ مڈل سکول منکیرہ میں زیر تعلیم رہے۔ اس دور میں آٹھ جماعتوں کو میٹرک کہا جاتا تھا۔

دینی تعلیم کا آغاز

میٹرک کرنے کے بعد ۱۳ اپریل ۱۹۷۱ کو جلال پور پیر والا، ضلع ملتان میں واقع جامعہ دار الحدیث المحمدیہ میں داخلہ لیا، جہاں آپ کو شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ سے استفادے کا موقع ملا۔

دینی علوم میں مزید مہارت حاصل کرنے کے لیے الجامعۃ السلفیہ فیصل آباد میں داخلہ لیا۔ بعد ازاں، اعلیٰ تعلیم کے لیے انہیں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ ملا، جہاں چار سال تک حدیث وعلوم حدیث کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۸۳ء میں بی اے آنرز کی ڈگری مکمل کرکے واپس تشریف لے آئے۔

تدریسی خدمات اور مزید اعلیٰ تعلیم

جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد تقریباً چھ ماہ تک جامعہ سلفیہ میں تدریس کی پھر مدینہ یونیورسٹی داخلہ ہو گیا۔ اعلیٰ تعلیم کے تحصیل کے بعد وطن لوٹے تو جامعہ رحمانیہ (جو اب جامعہ لاہور الاسلامیہ کے نام سے معروف ہے)، گارڈن ٹاؤن لاہور میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا، جہاں آپ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۰ء تک نائب شیخ الحدیث اور نائب مفتی کے عہدے پر فائز رہے۔ علاوہ ازیں اسی جامعہ کے " المعھد العالی للشریعۃ والقضاء "میں ججز اور وکلاء کو اسلامی قانون کی تعلیم دی۔

اسی دوران، پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی (۱۹۸۷ء)، ایم اے اسلامیات (۱۹۸۸ء) مکمل کیا۔ بعد ازاں، پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں کامیابی حاصل کرکے ۱۹۹۰ء میں گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ لیہ میں بطور لیکچرار متعین ہو گئے۔ پھر گورنمنٹ کالج آف کامرس، منکیرہ میں بطور پرنسپل بھی خدمات انجام دیں۔ ۲۰۱۷ء میں ۲۷ برس سروس کے بعد گریڈ ۱۸ میں اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر ریٹائر ہوئے۔

مشائخ واساتذہ

پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی رحمہ اللہ نے پاکستان اور سعودی عرب کے کئی نامور مشائخ سے علم حاصل کیا، جن میں سے چند معروف شخصیات درج ذیل ہیں:

شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا ابو یحییٰ سلطان محمود محدث جلال پوری رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثری رحمہ اللہ

شیخ القرآن والحدیث مولانا اللہ یار خان رحمہ اللہ

مناظر اسلام مولانا محمد صدیق فیصل آبادی رحمہ اللہ

نمونہ سلف مولانا احمد اللہ چھتوی رحمہ اللہ

شیخ الادب مولانا قدرت اللہ فوق رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عمر فلاتہ رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبد القادر حبیب اللہ السندی رحمہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا ثناء اللہ خان رحمہ اللہ

محدث نبیل، الفقیہ ربیع الھادی رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عطیہ سالم فقیہ المالکیہ رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ الدکتور ضیاء العمری الھندی حفظہ اللہ

تلامذہ

ایک موقعہ پر سعیدی رحمہ اللہ سے ان کے تلامذہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ تلامذہ اور فیض یافتگاں کی فہرست بہت طویل ہے ان کا ریکارڈ رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی، کیونکہ میں ان میں سے کسی کو اپنے لئے دنیا میں وجہ شہرت نہیں بناؤں گا۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے تلمذ کا اظہار کرے تو یہ اس کی صواب دید پر ہے۔ اللہ کریم میرے تمام شاگردوں کو کامیابیوں سے نوازے اور انہیں خدمت دین توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اولاد

شیخ رحمہ اللہ کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ تمام بیٹیاں تعلیم یافتہ اور اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ بیٹے کا نام حمزہ حسین سعیدی ہے، جنہوں نے درس نظامی کے علاوہ ایم اے تک عصری تعلیم بھی حاصل کی ہے۔

تصنیف و تالیف کی طرف رغبت

جامعہ دار الحدیث المحمدیہ جلالپور پیروالا میں دوران تعلیم کے مولانا محمد رفیق اثری رحمہ اللہ اپنی بعض کتابیں پروف ریڈنگ کے لیے سعیدی رحمہ اللہ کو دیتے تھے، یہیں سے آپ کا تعلق قلم و قرطاس کے ساتھ جڑا اور پھر آپ ایک عظیم مصنف بن کر ابھرے۔

تصنیفات

سعیدی رحمہ اللہ کی تصنیفات کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

- عقیدہ توحید، ختم نبوت اور رد بدعات

① کتاب التوحید (اردو ترجمہ)

② غایۃ المرید شرح کتاب التوحید (اردو ترجمہ)

③ منکرین حدیث کے شبہات اور ان کا رد (منکرین حدیث کے بیس (۲۰) مغالطات کا رد کیا گیا ہے، یہ جنوری ۲۰۰۹ء میں مکتبہ دار الابلاغ سے شائع ہوئی)

④ مقالات ختم نبوت (اس میں سات مقالات ہیں، یہ مکتبہ دار السعادہ اندرون قلعہ منکیرہ، بھکر سے ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ کو شائع ہوئی)

⑤ کتاب الرد علی الجہمیہ للامام عثمان بن سعید الدارمی (اردو ترجمہ)

- حدیث وعلوم حدیث

① الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی کے جزء ۷ تا ۱۲ اور جزء ۱۹ تا ۲۴ کا ترجمہ شیخ محترم سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔

② سنن ابن ماجہ (اردو ترجمہ)

③ اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیها الشیخان (اردو ترجمہ، طبع دار السلام)

④ مسند الامام الشافعی (اردو ترجمہ)

⑤ تدریب الراوی للسیوطی (اردو ترجمہ)

⑥ الاکمال فی اسماء الرجال (اردو ترجمہ)

⑦ احادیث عمامہ اور ان کی استنادی حیثیت (ماہنامہ محدث لاہور میں مطبوع مقالہ)

⑧ الصحیفة فی العشرة الضعیفة (جامعہ سلفیہ میں تعلیم کے آخری سال میں "تخریج الأحادیث العشرة الضعیفة من کتاب الحدود من سنن أبي داؤد" کے عنوان سے مقالہ لکھا جسے بعد میں الصحیفة في العشرة الضعیفة کے نام سے موسوم کر دیا گیا)

⑨ صحیفہ ہمام بن منبہ (اردو ترجمہ و فوائد حدیث)

⑩ شرح اربعین نووی (اردو ترجمہ)

⑪ چالیس احادیث (اربعین نووی کا اردو ترجمہ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

⑫ اسلام کے احکام و آداب (شرح اربعین نووی، دار السلام نے شائع کیا)

⑬ شرح حدیث ماذئبان جائعان لابن رجب الحنبلی (اردو ترجمہ، دار المصنفین لاہور نے شائع کیا)

⑭ غایة النفع فی شرح تمثیل المؤمن بخامة الزرع لابن رجب الحنبلی (اردو ترجمہ، ماہنامہ محدث میں شائع ہوا)

- فقہ واحکام

① فقہ الاسلام (احکام الاسلام، سوال وجواب کی شکل میں)

② حیض، نفاس اور استحاضہ کے بارے میں خواتین سے متعلقہ احکام و مسائل

③ زکوۃ کے مسائل واحکام

④ سونا چاندی کے زیورات کیسے خریدیں؟ (فتاویٰ شیخ ابن عثیمین کے ایک حصہ کا ترجمہ)
⑤ آدابِ حج (کویتی حکومت اس رسالہ کو شائع کر کے حاجیوں میں مفت تقسیم کروا چکی ہے)
⑥ آدابِ عمرہ
⑦ حجۃ الوداع منزل بہ منزل
⑧ آدابِ الدعاء ل الشیخ عبد اللہ الخضری (اردو ترجمہ)
⑨ الاستشارۃ والاستخارۃ للشیخ عبد اللہ العلوان (اردو ترجمہ)

- سیرت و تاریخ

① مقدس رسول کے مقدس غزوات
② بدری صحابہ
③ تذکرہ شہدائے بدر و اُحد
④ الاصطفاء من سیرۃ المصطفی (اردو ترجمہ)
⑤ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کارنامے
⑥ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالتی اصلاحات

- تفسیر و علوم قرآن

① تفسیر سورۃ الفاتحہ
② تفسیر سورۃ الجمعہ
③ تفسیر سورۃ الحجرات
④ تفسیر احکام القرآن لابن العربی
⑤ فضائل قرآن اور اس کے حقوق
⑥ سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرہ (اردو ترجمہ)

- اصلاحی، تربیتی اور متفرق موضوعات

① اپریل فول کی تاریخی و شرعی حیثیت
② بدکاروں کی زندگی کا عبرت ناک انجام (اردو ترجمہ)
③ موت کے وقت (اردو ترجمہ)
④ العبر للشیخ عبد الرحمن المصری (اردو ترجمہ)
⑤ الایثار للشیخ سمیر الحلبی (اردو ترجمہ)
⑥ الاخلاص للشیخ مجدی فتحی السید (اردو ترجمہ)
⑦ حقوق الوالدین للشیخ مجدی فتحی السید (اردو ترجمہ)
⑧ تلخیص صفۃ صلاۃ النبی ﷺ للشیخ البانی رحمہ اللہ (اردو ترجمہ)

⑨ رحمۃ للعالمین للشیخ سعید بن علی بن وھف القحطانی (اردو ترجمہ)

⑩ الوفاء بالعہد والصدق فی العہد، للعادل المختار (اردو ترجمہ)

• شخصیات اور سوانح عمری

① تذکرۃ السعداء: (والد گرامی مولانا ابو سعید عبدالعزیز السعیدی، بڑے بھائی مولانا ابو عمار عمر فاروق السعیدی کے احوال زندگی اور مصنف کی خود نوشت شامل ہے)

• شاعری

آپ نے نثری کتب کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی طبع آزمائی کی۔ اس حوالے سے آپ کا کافی سارا مواد منظوم کی شکل میں بھی موجود ہے، جو کسی بھی مذہبی سکالر کی ایک منفرد کاوش ہے۔

سعید مجتبیٰ سعیدی رحمہ اللہ انتہائی ملنسار، ہنس مکھ، سادہ طبیعت، خوش اخلاق اور اعلیٰ درجے کے شریف النفس انسان تھے، آپ کے چہرے پر ہمیشہ ہلکی سی مسکراہٹ رہتی، چھوٹوں، بڑوں سب سے بہترین میل جول رکھتے تھے، آپ سے تعلق والا ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ سعیدی رحمہ اللہ سے اس کا تعلق بہت مضبوط ہے۔

وفات

سعیدی رحمہ اللہ کا بھکر میں پروگرام تھا، رات اپنے بیٹے حمزہ حسین سعیدی کو کہنے لگے کہ صبح ۹:۳۰ پر بھکر چلیں گے۔ معمول کے مطابق رات ایک بجے تک مطالعہ فرماتے اور مختلف گروپس میں مسائل کے جوابات دیتے رہے۔ صبح اٹھے تو طبیعت خراب تھی، اور مسلسل زبان پر لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور یا اللہ رحم کردے کے کلمات جاری تھے. کہنے لگے کہ بھکر والوں کو بتادو آج طبیعت کی خرابی کے باعث پروگرام میں شرکت نہیں کر سکوں گا۔ منکیرہ ہسپتال لے جایا گیا، لیکن انہوں نے آپ کو DHQ بھکر ہسپتال ریفر کر دیا گیا۔ راستے میں فرمایا واش روم جانا ہے، ایک پٹرول پمپ پر ایمبولینس روک دی، خود چل کر واش روم گئے اور واش روم جانے سے قبل زبان پر اذکار جاری تھے، واپس آکر سٹریچر پر خود لیٹے اس وقت بھی زبان پر ذکر جاری تھا۔

رات کو فرما رہے تھے کہ ۹:۳۰ پر بھکر جانا ہے صبح خرابی طبیعت کے باعث جانا کینسل کر چکے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ۹:۳۰ پر بھکر بلا کر ہی پاس بلا لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

شیخ سعید مجتبیٰ السعیدی ۲۶ فروری ۲۰۲۵ کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

اللھم اغفر لہ وارحمہ واسکنہ فسیح جناتہ یارب العالمین

محدثِ وقت شیخ ابو اسحاق الحوینی... ایک شمع جو بجھ گئی!

حافظ حنین قدوسی

یہ وقت بھی دیکھنا تھا کہ اہلِ علم کے قافلے کا وہ چراغ، جو صفحۂ گیتی پر حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی بانٹتا رہا، آج خود عدم کے اندھیروں میں چھپ گیا!

محدث ابو اسحاق الحوینی... وہ نام جسے علمائے حدیث میں امتیاز حاصل تھا، وہ ہستی جس نے قال اللہ و قال الرسول کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا، وہ محقق جس کی نگاہ روایت کی باریکیوں کو یوں پرکھتی تھی جیسے جوہری نگینے کو پرکھتا ہے۔ حدیث کی سند ہو یا متن، رجال کی جرح ہو یا تعدیل، شیخ الحوینی کی زبان جب کسی مسئلے پر کھلتی تو گویا قرونِ اولیٰ کے محدثین کا لہجہ سنائی دیتا۔ عرب کے علمی حلقے ان کے درس میں کھنچے چلے آتے، ان کی مجلس گویا علمِ حدیث کی ایک زندہ بزم ہوتی۔

شیخ ابو اسحاق الحوینی کا اصلی نام حجازی محمد یوسف شریف تھا۔ وہ صرف محدث نہ تھے بل کہ ایک داعی، ایک مجاہدِ اصلاح بھی تھے۔ ان کی زبان سے نکلنے والا ہر جملہ، ہر وعظ، گویا دلوں پر ضرب لگانے والا تیر تھا... بے راہِ راست، بے کم و کاست، بغیر کسی مصلحت کے! قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ امت کو جھنجھوڑتے، بدعات کے حجاب چاک کرتے اور لوگوں کو اصل دین کی طرف بلاتے۔ ان کے خطبات میں وہی جلال تھا جو سلف کے خطبوں میں ہوتا تھا؛ وہی سادگی جو اکابر محدثین کا طرۂ امتیاز تھی۔ ان کی دعوت کی برکت سے بے شمار دلوں میں دین کی شمع روشن ہوئی، بے شمار بھٹکے ہوؤں نے راہِ راست پائی۔

شیخ الحوینی نے علامہ ناصر الدین البانیؒ جیسے محدثِ وقت کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا اور ان سے بہت مستفید ہوئے؛ صرف علل سے متعلق دو سو سوالات ان سے پوچھے۔ محدث البانی بھی انھیں بہت عزیز رکھتے تھے اور ان کی علمی تحقیقات کو سراہتے تھے۔ شیخ ابن بازؒ، ابن عثیمینؒ، ابن جبرینؒ اور محمد نجیب المطیعیؒ جیسے اساتذہ نے بھی ان کے علمی ذوق کی آب یاری کی اور یوں وہ فنِ حدیث کے درخشندہ ستارے بن کر ابھرے۔

ان کی تحقیقاتِ حدیث میں غوث المكدود بتخريج منتقى ابن الجارود اور بذل الإحسان بتقريب سنن النسائي بہت ممتاز ہیں۔ نکاح سے متعلق شیخ کی تصنیف الانشراح في آداب النكاح بھی

بڑی ہی مفید ہے اور نکاح کے احکام و آداب پر مستند دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔ انہوں نے ضعیف احادیث کی نشان دہی پر مشتمل کتاب النافلة في الأحاديث الضعيفة والباطلة بھی تحریر کی۔ إقامة الدلائل على عموم المسائل کے نام سے دینی مسائل پر ان کے فتاویٰ کا مجموعہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ابن ابی الدنیا کی کتاب الصمت اور تفسیر ابن کثیر کی تحقیق و تخریج بھی ان کے نمایاں علمی کارناموں میں شامل ہیں۔ ان کی تصنیفات و تالیفات اور تحقیقات کی تعداد درجنوں میں ہے۔

آہ! وہ ہاتھ جو صحاح ستہ کے اوراق پلٹتے نہ تھکتے تھے، آج مٹی تلے جا دَبے؛ وہ زبان جس پر حدیث کے نکات رواں رہتے تھے، آج خاموش ہو گئی۔ پر کیا کیجیے، یہی دنیا کا دستور ہے۔ شیخ کی موت حقیقتاً اک جہان کی موت ہے کہ ہر ایک نوحہ کناں ہے:

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

شیخ ابو اسحاق الحوینی علماء کی نظر میں

بہت سارے اکابر علماء نے شیخ ابو اسحاق الحوینی رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے اور آپ کی خدماتِ حدیث کو سراہا ہے۔ ذیل میں ہم چند علماء کے وہ اقوال جو شیخ رحمہ اللہ کی مدح میں ہیں ذکر کرتے ہیں:

① شیخ البانی رحمہ اللہ شیخ حوینی رحمہ اللہ کے استاد بھی تھے اور آپ سے بہت شدید محبت کرتے تھے۔ شیخ البانی کی پوتی کا بیان ہے کہ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ کے بعد ہم حدیث کی تصحیح و تضعیف میں کس کی طرف رجوع کریں تو شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ ابو اسحاق الحوینی کی طرف رجوع کرو۔ شیخ البانی کے مشہور شاگرد شیخ مشہور حسن آل سلمان حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ

ولم أر شيخنا الباني فرحا بأحد كما رأيته فرحا بقدوم شيخ ابى اسحاق الحوينى
"میں نے کبھی بھی شیخ البانی رحمہ اللہ کو کسی کی آمد پہ اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جس قدر آپ شیخ ابو اسحاق الحوینی کی آمد پہ خوش ہوتے تھے۔"

② شیخ مشہور حسن آل سلمان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

أشهد الله ان ابا اسحاق من علماء الحديث ومن اهل الحديث الراسخين فيه
"میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ شیخ ابو اسحاق الحوینی کا شمار ان علماء حدیث و محدثین میں ہوتا ہے جو فن حدیث میں خوب رسوخ رکھتے ہیں۔"

③ شیخ عبد الرحمن عبد الخالق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لو كانت الاعمار توهب لوهبت بقية عمر لشيخ ابى اسحاق الحوينى

"اگر زندگیوں کا ہبہ کرنا ممکن ہوتا تو میں اپنی بقیہ زندگی شیخ ابو اسحاق الحوینی رحمہ اللہ کو ہبہ کر دیتا۔"

④ دکتور احمد عیسی المعصراوی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

فلم يكن سماحة الشيخ والدا لاخ الهيثم والحاتم وهمام وسفيان وغيرهم فقط بل كان والدا لكل متسنن

"شیخ رحمہ اللہ صرف اپنے بیٹوں ہیثم، حاتم، ہمام اور سفیان کے ہی والد نہیں تھے بلکہ آپ حقیقت میں اہلسنت کے ہر فرد کے والد تھے۔"

⑤ میں نے اپنے استاد محترم شیخ مبشر احمد ربانی رحمہ اللہ کی زبان سے متعدد بار شیخ رحمہ اللہ کا تذکرہ سنا۔ آپ بہت ہی احترام و محبت و عقیدت سے شیخ حوینی رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے تھے۔

ذوقِ مطالعہ

شیخ حوینی رحمہ اللہ انتہائی وسعت مطالعہ کے حامل عالم ربانی تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں سیر اعلام النبلاء جیسی ضخیم کتاب کا ۲۸ مرتبہ مطالعہ کیا۔ کتاب العلل لابن ابی حاتم رحمہ اللہ کا ۱۰۰ سے زائد بار مطالعہ کیا اور شیخ عبد الرحمن المعلمی رحمہ اللہ کی التنکیل کا ۷۰ سے زائد بار مطالعہ کیا۔ آپ کے ذوقِ مطالعہ کے حوالے سے آپ کے بیٹے حاتم کا بیان ہے کہ ہمارے والد رحمہ اللہ دن کے پندرہ گھنٹے لائبریری میں گزارا کرتے تھے۔

عقیدہ و منہج

آپ عقیدے اور منہج کے اعتبار سے خالصتاً سلفی فکر کے حامل تھے۔ اگرچہ بہت سارے مدخلی فکر کے حاملین نے آپ کے منہج پہ نہایت سطحی قسم کے اعتراضات کرتے ہوئے آپ کو بدعتی، اخوانی، سروری اور تکفیری قرار دیا مگر حقیقت یہ ہے کہ ان اعتراضات کی حیثیت سوائے اتہامات کے اور کچھ بھی نہیں۔ ذیل میں ہم شیخ حوینی رحمہ اللہ کے عقیدہ و منہج پہ مداخلہ کے سطحی و بچگانہ اعتراضات کا تفصیلی رد کریں گے۔

پہلا اعتراض

شیخ ابو اسحاق رحمہ اللہ پہ مداخلہ کی جانب سے سب سے زیادہ جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ شراب نوشی، سود خوری اور دیگر گناہوں کے بار بار ارتکاب کو کفرِ اکبر سمجھتے تھے لہٰذا مدخلی حضرات اس وجہ سے اعلانیہ شیخ حوینی رحمہ اللہ کو خارجی اور تکفیری کہتے ہیں حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ شیخ رحمہ اللہ نے اپنی

بہت ساری مجالس میں اپنے اوپر لگنے والے اس الزام کی تردید کی اور واضح کہا کہ میرا عقیدہ ائمہ اہل سنت والا ہے اور میں کسی بھی گناہ کبیرہ کے مرتکب کی کبھی بھی تکفیر نہیں کرتا اور نا ہی اس کا سوچ بھی سکتا ہوں چاہے وہ گنہگار اس گناہ کبیرہ پہ اصرار ہی کیوں نا کرتا ہو سوائے اس کے کہ وہ اس گناہ کو حلال سمجھنے والا ہو تو صرف اس صورت میں تکفیر کرتا ہوں لیکن افسوس کہ مدخلی حلقوں کی جانب سے شیخ کی وفات کے بعد بھی اس حوالے سے یہ پروپیگنڈا بڑی شدت سے ہوا کہ آپ تکفیری ہیں کیونکہ آپ گناہ کبیرہ کی وجہ سے تکفیر کرتے ہیں حالانکہ شیخ زندگی بھر اس الزام کی تردید کرتے رہے۔ تو چونکہ مدخلی حضرات کا اصرار ہے کہ ہم نے شیخ رحمہ اللہ کی وضاحت نہیں مانی تو ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ مدخلی حضرات جس ویڈیو کی بناء پہ شیخ رحمہ اللہ کو تکفیری کہتے ہیں اس کی بھی وضاحت کر دیں۔ اس ویڈیو میں شیخ نے جو گفتگو کی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی سود کی حرمت کو قرآن وسنت کی نصوص سے جانتا ہو اور پھر کہے کہ میں جانتا ہوں کہ قرآن وسنت میں سود حرام ہے لیکن میں سود ضرور کھاؤں گا اور سود ترک نہیں کروں گا۔ تو اگر وہ اپنی اس حالت پہ مصر رہا اور مر گیا تو وہ کفر پہ مرے گا۔ مداخلہ اس عبارت سے یہ باور کرواتے ہیں جیسے شیخ حوینی رحمہ اللہ کی مراد یہ تھی کہ جو شخص کسی گناہ کبیرہ کا بار بار ارتکاب کرے یا اس گناہ کبیرہ پہ مصر ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے حالانکہ شیخ رحمہ اللہ کی قطعاً یہ مراد نہیں تھی اور یہ مداخلہ کی اصول اہلسنت سے جہالت ہے کہ انہیں شیخ کا یہ کلام سمجھ نہیں آیا۔

حقیقت یہ ہے کہ شیخ کے اس کلام میں یہ ساری بحث احکامات شریعہ کے التزام وعدم التزام اور احکامات شریعہ کے لیے انقیاد (سر تسلیم خم کرنا) اختیار کرنے کی ہے یعنی اگر کوئی بندہ کسی فرض حکم کی فرضیت کا زبانی اقرار کر کے اس کی ادائیگی سے تکبراً وعناداً انکار کر دے یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم نا کرے اور کہے کہ میں تو یہ فرض اداء نہیں کروں گا کون ہے جو مجھ سے زبردستی یہ کام کروائے گا یا کسی حرام کی حرمت کا زبانی اقرار کر کے تکبراً وعناداً کہے کہ میں ضرور اس حرام کا ارتکاب کروں گا کون ہے جو مجھے روکے؟ جیسے مانعین زکوۃ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں تکبراً زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کیا تھا اور جیسے ابلیس نے اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نا کیا اور تکبر کرتے ہوئے کہا کہ میں آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کروں گا۔ شیخ نے اس عدمِ انقیاد اور سر تسلیم خم نا کرنے کو کفرِ اکبر کہا ہے اور یہ بالکل ہی الگ بحث ہے اور اس معاملے میں شیخ الحوینی پہلے نہیں ہیں مجموع الفتاویٰ کی کتاب الجہاد اور الصارم المسلول میں اس حوالے سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مفصل کلام مختلف جگہوں پہ موجود ہے اور اسی طرح امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ کی کتاب الایمان کا وہ مقام بھی لائق مطالعہ ہے جہاں انہوں نے مانعین زکوٰۃ کے کفر کی بات کی ہے۔ شیخ

الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فأما ان اعتقد إن الله لم يحرمه أو أنه حرمه لكن امتنع من قبول هذا التحريم وأبى أن يذعن لله وينقاد فهو أما جاحد وأما معاند ولهذا قالوا من عصى الله مستكبرا كإبليس كفر بالإتفاق ومن عصى مشتهيا لم يكفر عند أهل السنة والجماعة وإنما يكفره الخوارج.[1]

”اگر انسان کا کسی گناہ کے بارے یہ عقیدہ ہو کہ اللہ نے اس کو حرام نہیں کیا یا یہ عقیدہ تو ہو کہ اللہ نے اس گناہ کو حرام کیا ہے مگر وہ انسان اس حرمت کو قبول کرنے (یعنی اپنے اوپر لاگو کرنے) سے انکار کر دے اور اللہ کی اطاعت اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دے تو وہ یا تو جاحد (پہلی صورت میں) ہوگا یا معاند (دوسری صورت میں)۔ اسی لیے سلف کہتے تھے کہ جس نے تکبر کرتے ہوئے اللہ کی نافرمانی کی وہ تو بالاتفاق کافر ہے جیسا کہ ابلیس نے کفر کیا اور جس نے محض گناہ کی چاہت کی وجہ سے نافرمانی کی تو وہ اہلسنت کے ہاں کافر نہیں ہے اس کی تکفیر صرف خوارج ہی کرتے ہیں۔“

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب اس وقت کافر نہیں ہوتا جب کہ وہ اس گناہ کا ارتکاب محض اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے کر رہا ہو اور اگر وہ تکبر اختیار کرے اور اللہ کے حکم کو اپنے اوپر لاگو ماننے سے اعلانیہ انکار کر دے اگرچہ اسے علم ہو کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو ایسا شخص کافر ہے جیسا کہ ابلیس اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مانعین زکوۃ تھے۔

لہٰذا شیخ رحمۃ اللہ علیہ پہ یہ اعتراض بالکل ہی لغو ہے۔ اول تو ان کی اپنی وضاحت موجود ہے کہ میں گناہ کبیرہ کی بنیاد پہ تکفیر نہیں کرتا اور اگر وضاحت نہیں بھی مانتی تب بھی کلام میں بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض

مداخلہ کی جانب سے شیخ رحمۃ اللہ علیہ پہ دوسرا بڑا اعتراض یہ ہوا کہ وہ اہل بدعت اور بہت سے جہادی مجموعات جیسے حماس وغیرہ کی مدح سرائی کرتے تھے۔ اس حوالے سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ شیخ مختلف جہادی حلقوں کی غلطیوں کے باوجود کفار کے مقابلے میں نا صرف ان کی مدح و سرائی بھی کرتے تھے بلکہ ان کا ساتھ دینے پہ امت کو ابھارتے تھے لیکن آپ نے کبھی ان کی غلطیوں کا دفاع نہیں کیا۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ تو

---

1 الصارم المسلول لإمام ابن تيمية: ٣٧٨

عین اعتدال پہ قائم منہج ہے اور اس کی نظائر آپ کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تحریروں (خاص طور پہ مجموع الفتاوی کی کتاب الجہاد) سے بھی بہت ساری مل جاتی ہیں جہاں انہوں نے زور دیا ہے کہ اگر مسلمان بدعت میں واقع بھی ہو تو خیر کے کام میں اس کے ساتھ تعاون بھی کیا جائے گا اور اس کی وجہ سے اس کی مدح بھی کی جاسکتی ہے اور انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سارے لوگوں نے اہل بدعت سے دوری اختیار کرتے ہوئے ان کے خیر کاموں میں بھی ان کے ساتھ تعاون نہیں کیا اور ان کا یہ طرز عمل درست نہیں اور خیر کے کاموں کی مثالیں دیتے ہوئے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جہاد اور علم کی خاص طور پہ مثال دی کہ جب ان دونوں کا قیام اہل بدعت کے تعاون کے بغیر ناممکن ہو تو پھر ان کے ساتھ ان خیر کے کاموں میں تعاون کیا جائے گا۔ ماضی میں کونسا تمام مسلم جرنیلوں کا عقیدہ و منہج مکمل درست تھا لیکن اس کے باوجود ہر دور میں اہل ایمان ان کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کرتے رہے ہیں لہٰذا اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ جب حماس ظالم اور غاصب یہودیوں سے برسرپیکار ہے تو ان کی مدح کی جائے یا ان کا دفاع کیا جائے بلکہ یہ عین منہج اہلسنت ہے۔

تیسرا اعتراض

شیخ کے بارے میں تیسرا بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ شیخ توحید حاکمیت کو توحید کی سب سے اہم قسم کہتے تھے۔ مدخلی فکر کے حاملین آج تک شیخ محترم کا کوئی ایسا بیان پیش نہیں کرسکے جس میں توحید حاکمیت کو توحید کا سب سے اہم جزء کہا گیا ہو۔

چوتھا اعتراض

شیخ حوینی رحمہ اللہ پہ یہ کیا جاتا ہے کہ وہ موجودہ حکمرانوں کو شرعی امراء نہیں مانتے تھے تو عرض یہ ہے کہ ان کا یہ موقف اس بناء پہ تھا کہ یہ حکمران چونکہ شریعت اسلامیہ کی تنفیذ نہیں کرتے بلکہ اس کی جگہ اپنے قوانین نافذ کرتے ہیں اس لیے یہ شرعی حکمران نہیں، یہ تو کوئی ایسی بات نہیں کہ جس کی بناء پہ انہیں خارجی کہا جائے۔ کیونکہ شرعی حکمران تو وہی ہوتا ہے جو اللہ کے دین کو نافذ کرے جیسا کہ احادیث سمع وطاعت میں بھی اس کا وصف یہی آیا ہے یقودکم بکتاب اللہ "وہ حکمران اللہ کی کتاب کے ساتھ تمہاری قیادت کرتا ہو" باقی یہ بات واضح ہے کہ شیخ صاحب مسلم ممالک میں خروج وبغاوت اور مسلمانوں کے آپس کے قتال کے شدید مخالف تھے اور انہوں نے کبھی بھی تکفیری فکر کی حمایت نہیں کی تھی۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی شیخ رحمہ اللہ کی مغفرت فرمائے آمین یارب!

ملتقی فضلاء جامعہ لاہور الاسلامیہ

(۴ فروری ۲۰۲۵)

ترتیب: عبدالرحمن عزیز

انسانی زندگی کا سب سے خوبصورت یادگاری حصہ دورِ طالب علمی ہے۔ جس میں آدمی کو گھر اور علاقے سے دور، خونی رشتہ داروں سے الگ تھلگ ناواقف اور اجنبی لوگوں کے ساتھ اور گھر سے مختلف ماحول میں رہنا پڑتا ہے، گھر کی آزادی کی بجائے نظام کی جکڑبندیاں ہوتی ہیں، جہاں والدین کی بجائے اساتذہ کی نگرانی ہوتی ہے، آغاز میں اجنبیت ہوتی ہے جو چند ہی دنوں کے بعد مانوسیت سے بدل جاتی ہے، اساتذہ سے محبت واحترام کا رشتہ اور ساتھی طالبہ سے ایسا تعلق پیدا ہوتا ہے کہ جس میں اہل خانہ سے بڑھ کر محبت، اقربا سے بڑھ کر چاہت اور دوستوں سے کہیں زیادہ کشش پیدا ہو جاتی ہے، نئے تعلقات جنم لیتے ہیں، خاندانی نسبتوں کی جگہ مدرسے اور اساتذہ کی نسبتیں پنپتی ہیں، خاندانی نسبت آدمی کے لیے محض تعارف ہوتی ہے جبکہ مدرسے اور اساتذہ کی نسبتیں انسان کے لیے زندگی بھر کے لیے قابل فخر سرمایہ ہوتی ہیں۔ دینی مدارس کے ماحول سے جنم لینی والی محبت کے نقوش کبھی مدہم نہیں پڑتے۔ فارغ التحصیل ہونے والے تقریب بخاری پر خوش ہونے کی بجائے باہمی جدائی پر آنسو بہا رہے ہوتے ہیں۔

ایک راہ کے راہی، ایک منزل کے مسافر، ایک گاڑی کی سواریاں اور ایک درخت پر بیٹھنے والے پرندے کبھی دوبارہ اکٹھے نہیں ہوتے، اسی طرح ایک مدرسہ سے فارغ ہونے والے سارے طلبہ دوبارہ مشکل سے ہی اکٹھے ہوتے ہیں۔ البتہ جامعہ لاہور اسلامیہ کی انتظامیہ کا یہ اعزاز ہے کہ وہ ہر چند سال بعد کوشش کرتے ہیں کہ جامعہ کے فضلاء کو اکٹھا کیا جائے، دورِ طالب علمی کی یادیں تازہ کی جائیں، باہمی رابطے بڑھائے جائیں، تجربات بانٹے جائیں اور ایک دوسرے کی زندگی کے اسباق سے فائدہ اٹھایا جائے۔ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے فضلاء کا پہلا ملتقی ۱۴ر ستمبر ۲۰۰۵ء مجلس التحقیق الاسلامی ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا، جس میں فضلاء جامعہ لاہور الاسلامیہ کی رابطہ کونسل کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے بعد اگلی ملاقات کا پروگرام یکم جون ۲۰۱۳ء کو جامعہ لاہور الاسلامیہ ۹۹ بابر بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور میں وقوع پذیر ہوا۔ پھر ۱۴ر فروری ۲۰۲۱ء کو لاہور کے مشہور سفاری

پارک میں ملن پارٹی منعقد ہوئی، اگلے سال ۵رمئی ۲۰۲۲ء کو ایوان اقبال میں ہوا باہم ملنے کا پروگرام ترتیب پایا، جس میں دنیا بھر معروف قراء کرام نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ پھر ۲۴رفروری ۲۰۲۴ء کو مرکز البیت العتیق میں تمام فضلاء جامعہ کی تشریف آوری ہوئی۔

امسال ۴فروری ۲۰۲۵ بروز منگل جامعہ نے کوشش کی کہ تعلیمی سال کے اختتام پر تقریب تکمیل بخاری والقراءات العشر کے موقع پر اپنے فضلاء کی ملاقات کا انتظام کیا جائے۔ اس کے لیے واٹس ایپ گروپس میں اعلانات کیے گئے۔ جامعہ ہی کے ایک فاضل مولانا محمد اصغر صاحب کی نگرانی میں ایک رابطہ کمیٹی قائم کی گئی، جس نے فضلاء سے رابطے کیے اور سب کو فرداً فرداً واٹس ایپ پر دعوت نامہ بھی ارسال کیے۔

امسال تقریب تکمیل بخاری اور ملتقیٰ فضلاء اس حوالے سے بہت اہمیت کا حامل تھا کہ اس بار تقریب کا اہتمام جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) کے ساتھ متصل پارک میں شاندار طریقے سے کیا گیا تھا، دوسری وجہ یہ تھی کہ ۹۱۔ بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں ایک نئے ادارے "لاہور انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سٹڈیز" (LISS) کی شکل میں ایک نئے تعلیمی سسٹم کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس میں درس نظامی پلس بی ایس اسلامک سٹڈیز کی کلاسز کا اجرا ہوا ہے۔ جامعہ کے فضلاء کا یہ اجتماع اس ادارے کے افتتاح کے موقع پر تھا۔ جس کا مقصد فضلاء کی باہم ملاقات کے علاوہ نئے ادارے "لاہور انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سٹڈیز" (LISS) کا تعارف اور اس کے تعلیمی سسٹم کے حوالے سے باہم مشاورت کرنا بھی تھا۔

جامعہ کی محبت اور ساتھیوں سے ملاقات کی تمنا لیے فضلاء کی کثیر تعداد نماز ظہر سے پہلے ہی پہنچ گئی تھی۔ ہر آنے والے مہمان کی ضیافت کی گئی۔ یہ سلسلہ عصر تک چلتا رہا۔

کلاس فیلوز کی باہمی ملاقات، ملنے کے انداز، گپ شپ سے مجھے ایک واقعہ یاد آیا جو استاذِ محترم علامہ مظفر عباسی آف مری نے سنایا تھا، فرمانے لگے کہ میرے ایک دوست جو بہاولپور یونیورسٹی میں میرے روم میٹ اور کلاس فیلو تھے لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بن گئے۔ میں انہیں ملنے اور مبارک باد دینے کے لیے لاہور گیا، مجھے مہمان خانے میں بیٹھایا گیا، چیف جسٹس صاحب تشریف لائے، گپ شپ ہونے لگی، تھوڑی دیر کے بعد ایک خوبرو نوجوان ناشتہ کا سامان لے کر اندر داخل ہوا۔ میں نے (چیف جسٹس صاحب کے موجودہ مقام و مرتبے کو سامنے رکھتے ہوئے بڑے احترام سے) پوچھا: یہ آپ کے صاحب زادے ہیں؟ تو کہنے لگے: اوے! تجھے یاد نہیں کہ ہم نے کلاس روم میں بیٹھ کر معاہدہ کیا تھا کہ ایک دوسرے کی عزت نہیں کریں گے۔

میں نے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمانے لگے: جہاں محبت ہوتی ہے وہاں عزت نہیں ہوتی۔ دوستوں

میں چونکہ محبت ہوتی ہے اس لیے ان کے ہاں لفظی احترام اور گفتگو کے رسمی آداب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا جاتا۔ دوسرے لفظوں میں دوستوں کے درمیان کھلے ڈلے ماحول میں اور تکلفات سے پاک گفتگو ہوتی ہے جسے ہماری زبان میں گپ شپ کہتے ہیں۔ یہی منظر مجھے ملتقیٰ فضلاء جامعہ میں دکھائی دیا۔

طے شدہ شیڈول کے مطابق نماز ظہر کے بعد جامعہ کی مسجد فاطمہ میں تعارفی نشست کا آغاز ہوا، جس کا عنوان "جامعہ رحمانیہ اور اس سے جڑی ہماری یادیں" تھا۔ اس نشست کی نظامت محترم نصیر الرحمن ساجد اور پروفیسر حافظ محمد ظہیر نے کی۔ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا، جس کی سعادت قاری مدثر عزیزی (استاذ مرکز البیت العتیق) نے حاصل کی، اس کے بعد محترم عبد اللہ عزام نے جامعہ سے اپنی محبت کے اظہار کو نظم کی صورت میں پیش کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ حسن مدنی ﷾ نے تعارفی خطبہ دیا، جس میں انہوں نے جامعہ رحمانیہ دلی سے لے کر جامعہ رحمانیہ لاہور تک کی مختصر تاریخ بیان کی اور اس حوالے سے علمائے روپڑ کی خدمات کا تذکرہ کیا۔ مزید فرمایا: انسان کی یہ فطرت ہے کہ جہاں اس کا بچپن گزرا ہو اسے بھلا نہیں سکتا، اس کی یاد میں ہمیشہ اسے تڑپاتی رہتی ہے۔ بچپن میں کھائی ہوئی چیزوں کی لذت ساری زندگی یاد رہتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے اہل خانہ کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئیں، مدینہ کی برکات بھی کوئی کم نہ تھیں، مزید رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی شادی ہوگئی، آپ ﷺ کی رفاقت میں زندگی کا ایک عرصہ بسر کیا، اس کے باوجود ساری زندگی مکہ کی یادوں کو بھلا نہ سکیں۔ ان کے متعلق آتا ہے کہ مکہ سے جب کوئی شخص مدینہ آتا تو گھنٹوں اس کے پاس بیٹھتیں، مکہ کی ایک ایک گلی اور ایک ایک گھر کے متعلق پوچھتیں۔

ہماری حالت بھی اس سے مختلف نہیں ہے، جامعہ میں گزرے ماہ وسال، اس کی ایک ایک چیز کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتی۔ موبائل اور جدید آلات ریکارڈنگ سے پہلے پروگرامز کی ریکارڈنگ ٹیپ ریکارڈر پر ہوتی تھی۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ جامعہ میں ایک پروگرام ہوا تھا، میں نے ٹیپ پر اس کی ریکارڈنگ کی تھی، اور کیسٹ پر میں نے اس کی یادگار تاریخ لکھی تھی: ۸۸-۸-۸۔ ہمارا یہ ملتقیٰ صرف رسمی ملاقات نہیں ہے بلکہ اس میں دین کی نسبت بھی شامل ہے۔

جامعہ کے ممتاز فاضل حافظ خضر حیات (فاضل مدینہ یونی ورسٹی) اپنی یادیں تازہ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ اسی جامعہ نے ہمیں تعلیم دی، ہماری تربیت کی۔ اسی جامعہ کی وساطت سے مجھے مدینہ یونی ورسٹی میں پڑھنے کا موقع ملا، وہاں جاکر دیکھا کہ جس قدر مسلکی غیرت اور تمسک بالکتاب والسنۃ یہاں کے طلبہ وفضلاء میں ہے کسی دوسرے مدرسے کے طلبہ وفضلاء میں نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک اہم کام کی طرف توجہ

دلائی، فرمانے لگے: اس جامعہ کو قائم ہوئے نصف صدی کا عرصہ بیت چکا ہے، اس دوران جامعہ رحمانیہ نے تاریخی خدمات انجام دی ہیں، لیکن جامعہ کی نصف صدی کی تاریخ اور یہاں پڑھانے والی عظیم شخصیات کے حوالے سے کوئی دستاویز تیار نہیں کی گئی۔ فضلائے جامعہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس حوالے سے ایک جامع دستاویز تیار کریں۔

مولانا حافظ محمد فاروق شیخوپوری سبطِ شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے جس جامعہ میں آپ اپنی یادیں شیئر کر رہے ہیں ہم نے اس کی بنیادیں رکھی ہیں۔ میں اس ادارے کا سب سے پرانا طالب علم ہوں میرے نانا شیخ القرآن محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۷۸ میں خود مجھے داخل کروانے کے لیے آئے تھے۔ اس وقت ادارہ محض ایک خالی پلاٹ تھا۔ جب مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارا امتحان لینے آئے تو ہم نے ۹۹-J بلاک کے باہر کھلے پلاٹ میں بیٹھ کر امتحان دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے جامعہ رحمانیہ والے پلاٹ کے ملنے سے لے کر اس کی تعمیر تک اور اس دوران بریلوی مسلک کے لوگوں کی طرف سے قبضہ کی کوششیں اور ان کا جواب دینے کی روداد بیان کی۔ ان کے علاوہ چند فضلاء نے جامعہ میں گزارے لمحات اور مادرِ علمی سے اپنے دلی تعلق کا اظہار کیا۔

یاد رہے پروگرام کے روحِ رواں ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی صاحب نے جامعہ سے منسلک رہنے والے سابقہ اساتذہ وسٹاف کو خصوصی طور پر دعوت دی۔ فضیلۃ الشیخ ہدایت اللہ صاحب، فضیلۃ الشیخ رانا طاہر محمود صاحب، قاری اسلم صاحب، ڈاکٹر فاروق موسیٰ تونسوی صاحب پروگرام میں تشریف لائے اور اپنے شاگردوں سے پرانی یادیں تازہ کیں اور ابوالجامعہ حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ سے ملاقات بھی کی۔ مولانا اکرام اللہ ساجد رحمۃ اللہ علیہ نے طویل عرصہ بطور نائب مدیر ماہنامہ محدث داکاؤنٹ خدمات انجام دیں۔ ان کے صاحب زادے مولانا انعام اللہ ساجد صاحب بھی پروگرام میں تشریف لائے انہیں اعزازی شیلڈ بھی پیش کی گئی۔ ان کے علاوہ ارشد علی ڈرائیور، ابوبکر ڈرائیور، عطاء اللہ لکھوی ڈرائیور بھی پروگرام میں تشریف لائے۔

علماء کی ذمہ داریاں اور مستقبل کی حکمتِ عملی

نمازِ عصر کے بعد جامعہ کے متصل پارک میں دوسری مشاورتی نشست منعقد ہوئی، جس کا عنوان تھا "علماء کی ذمہ داریاں اور مستقبل میں مؤثر کردار کی حکمتِ عملی"۔ جامعہ کے سینئر ترین فضلاء کو بطور مہمان خصوصی اسٹیج پر جگہ دی گئی جو ان کا حق بھی تھا، جامعہ کے فضلاء میں سے جنہوں نے سعودی جامعات سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے انہیں بطور خاص مدعو کیا گیا اور انہیں شامیانے کے بائیں طرف اسٹیج کے ساتھ جگہ دی گئی تھی۔

اس نشست کی نقابت ڈاکٹر آصف جاوید نے کی۔

پروگرام کا آغاز قاری احمد ہاشمی کی تلاوت سے ہوا، نظم کے لیے محترم عبداللہ عزام کو دعوت دی گئی۔ اس نشست میں ممتاز فاضلین جامعہ (مولانا زبیر عقیل، مولانا محمد رفیق زاہد، مولانا محمد اجمل بھٹی، قاری فہد اللہ مراد، قاری شفیق الرحمٰن زاہد وغیرہم) نے عصر حاضر میں علماء کے چیلنجز اور ان کے مؤثر کردار پر روشنی ڈالی۔

اس نشست میں حافظ محمد عباس صدیق آف قطر (مدیر اسلامک انسٹی ٹیوٹ مہتاوالہ) نے بڑی اہم گفتگو کی جس نے سب کی توجہ حاصل کی۔ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز اس پنجابی شعر سے کیا

مسلم یاد کر، او وقت جدوں دنیا وچ سرفرازسی تو دنیا سی ناز دھندا، ناز بردار سی تو

لوگ ماہر منطق فلسفہ دے سن پر محتاج او تیرے مسلم درس دے سن

پھر کہا کہ میں نے بہت سے اداروں کا وزٹ کیا، لیکن میں نے جامعہ رحمانیہ جیسا کوئی دوسرا ادارہ نہیں پایا، یہ جامعہ محدثین پیدا کرنے والا ادارہ ہے۔

ابو الجامعہ ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی ﷾ کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ وہ جب بھی کہیں بطور چیف گیسٹ مدعو کیے جاتے ہیں، تو انہیں فائیو اسٹار ہوٹلز اور گیسٹ پیلسز میں قیام کی پیشکش ہوتی ہے، مگر وہ وزارتوں کے پروٹوکول کو چھوڑ کر اپنے کسی طالب علم کے گھر میں رات گزارنا پسند کرتے ہیں۔

انہوں نے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے اشتہار کو دیکھتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب نے اپنے گھر میں کیسے نایاب ہیرے پیدا کیے ہیں، ان کے گھر میں کوئی بچہ ایسا نہیں جو حافظِ قرآن نہ ہو۔ میں مختلف میدانوں میں ان ناموں (ڈاکٹر حافظ حسین مدنی، ڈاکٹر حافظ حسن مدنی، ڈاکٹر حافظ انس مدنی، ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی) کو پڑھ پڑھ کر تھک گیا ہوں۔

جامعہ رحمانیہ نے ہمیں کیا دیا ہے؟ جامعہ نے جہاں دیدہ ماہرین فن علماء دیے، عالمی سطح کے اسکالرز دیے، محققین اور محدثین دیے، دین اور دنیا کی قیادت کے لیے رجالِ کار فراہم کیے۔ پاکستان کے سیاسی و سماجی میدان میں جامعہ کے اثرات نمایاں ہیں۔ صدر پاکستان رفیق تارڑ جیسے عظیم نام اسی ادارے کے رہین منت ہیں۔

حافظ عباس صاحب نے اپنے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے پہلا لفظ شیخ عبدالرحمان عظیمی رحمہ اللہ سے پڑھا۔ قاری نعیم الحق اور حافظ عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے دروس آج بھی یاد ہیں۔

ہماری جامعہ کے شیخ الحدیث محدث العصر حافظ ثناء اللہ مدنی رحمہ اللہ سے پڑھنا عرب علماء بھی اپنے لیے اعزاز سمجھتے تھے۔ حافظ صاحب رحمہ اللہ عرب ممالک میں دورہ حدیث کراتے تو اس میں کئی کئی گھنٹے تدریس

کرتے، صبح سے ظہر، ظہر سے مغرب تک مسلسل پڑھاتے رہے۔ ایک موقع پر مجھے بھی ان کے درس میں عربی عبارت پڑھنے کا موقع ملا، میں تھک گیا، جبکہ وہ بغیر رکے پڑھاتے رہے۔

اساتذہ کرام کے تقویٰ کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ جب ہماری کلاس نے فضیلۃ الشیخ سعید مجتبیٰ سعیدی صاحب[1] سے حرمت تصویر کا مسئلہ پڑھا تو اس کا اثر اتنا گہرا تھا کہ ہم اپنے اسٹوڈنٹ کارڈز بھی جیب میں رکھنے سے گریز کرنے لگے، بعض طلبہ نے یہ عزم کیا کہ تصویر والے نوٹوں کا چیلنج لے کر سکے جیب میں رکھیں گے۔

انہوں نے کہا کہ اگر آپ زندگی کے کسی بھی شعبے کو دیکھیں، تو آپ کو وہاں جامعہ رحمانیہ کے فارغ التحصیل طلبہ ضرور ملیں گے۔ وہ چاہے تعلیم کا میدان ہو، سیاست ہو، قیادت ہو یا دین کا کام ہو، ہر جگہ جامعہ کے افراد اپنی قابلیت کے جوہر دکھا رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جامعہ لاہور الاسلامیہ صرف تعلیمی ادارہ نہیں، بلکہ یہ ایک تحریک ہے، جس نے پوری دنیا میں نبذۃ العلماء، فقہاء اور مجتہدین پیدا کیے۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو مزید ترقی دے اور اس کے اساتذہ وطلبہ کو دنیا و آخرت میں سرخرو کرے۔ آمین۔

مولانا محمد جابر حسین مدنی (فاضل جامعہ رحمانیہ و مدینہ یونیورسٹی مدیر مرکز نداء الاسلام رینالہ خورد) جامعہ کے قدیم فضلاء میں سے ہیں اور مولانا محمد شفیق مدنی (سابق مدیر التعلیم جامعہ لاہور الاسلامیہ) کے قریبی عزیز بھی ہیں موصوف نے اپنی مادر علمی سے متعلق اپنی یادیں تحریر کی صورت میں یوں پیش کیں۔

"۴۱ سال قبل میں اپنی زندگی کے ۱۴ سال گزار چکا تھا اور ناظرۃ القرآن کے ساتھ ساتھ روزمرہ کے اذکار و مسنون دعائیں، پیارے رسول کی پیاری دعائیں اور صلاۃ الرسول جیسی مقبول عام کتابوں سے یاد کر رہا تھا کہ والدین نے دین سیکھنے کے لئے دینی درسگاہ جامعہ رحمانیہ (موجودہ نام جامعہ لاہور الاسلامیہ) کا انتخاب کیا۔ اس وقت جامعہ رحمانیہ اعظم گارڈن ہنجروال میں کرایہ کی بلڈنگوں میں تھا۔ ابو الجامعہ بھرپور جوانی کی عمر میں تھے اور ان کے برادرِ خورد حافظ عبد الوحید روپڑی بھی ان کے شانہ

---

[1] الشیخ سعیدی مجتبیٰ سعیدی رحمہ اللہ کو پروگرام میں شمولیت کے لیے دعوت دی گئی تھی لیکن وہ ان دنوں کراچی کے دس روزہ تبلیغی و دعوتی سفر پر تھے جس کے سبب تشریف نہ لا سکے۔ بعد میں ۱۷ فروری بروز سوموار محدث لائبریری ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن تشریف لائے نماز مغرب ادا کی اور ابو الجامعہ حافظ عبد الرحمن مدنی ﷾ کی عیادت کی۔ ۲۵ فروری ۲۰۲۵ بروز منگل صبح ۹ بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)... اس شمارے میں شیخ رحمہ اللہ کے احوال زندگی پر مشتمل مضمون موجود ہے، قارئین ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

بشانہ تھے، اگرچہ حافظ عبد الوحید تب بھی برنتھ روڈ پر کاروبار کرتے تھے لیکن جامعہ رحمانیہ کی تعمیر وترقی کے لیے اپنے بڑے بھائی کے ساتھ تھے۔ اسی دوران 91 بابر بلاک والی جگہ درسگاہ کے لیے حاصل کرنے میں وہ کامیاب ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے چند ماہ میں بلڈنگ تعمیر کروا کر تمام کرایہ کی بلڈنگوں سے طلباء کو یہاں شفٹ کر دیا گیا۔ جامعہ رحمانیہ عروج کی منزلیں طے کرنے لگا، چند ہی سالوں میں پاکستان کے نمایاں دینی مدارس میں اس کا شمار ہونے لگا۔ تب ابو الجامعہ کے بیٹے زیر تعلیم تھے، پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب بڑے ہوئے، دینی و دنیوی تعلیم کے تمام مراحل امتیازی حیثیت سے طے کر کے جامعہ میں تدریسی فرائض انجام دینے لگے بلکہ نظم و انصرام میں بھی اپنے والد کا ہاتھ بٹانے لگے، ان کی شاندار کارکردگی کا نتیجہ تھا کہ جامعہ رحمانیہ اندرون ملک بلکہ بیرونی ممالک میں بھی متعارف ہوا۔ جامعہ کے سینکڑوں نہیں ہزاروں بیٹے نا صرف اندرون ملک بلکہ دنیا کے کونے کونے میں دین اسلام کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

آج پھر اسی جامعہ رحمانیہ میں ۴ فروری کو ابناء الجامعہ کے ساتھ ابو الجامعہ حافظ عبد الرحمن مدنی اور ان کے تمام بیٹے، بھائی مؤرخ اہلحدیث حافظ عبد الوحید روپڑی، شیخ الحدیث حافظ عبد الغفار روپڑی، مفسر قرآن حافظ عبد الوہاب روپڑی حفظہم اللہ بھی شرکت فرما رہے ہیں، کس قدر حسین منظر ہے جب شرکاء جلسہ کے روبرو پورا خاندان اسٹیج پر جلوہ افروز ہے۔ ایں دعا است از جملہ جہاں آمین است۔"

تاثرات

بہت سارے فاضلین نے پروگرام کی کامیابی پر اپنے دلی جذبات کا اظہار سوشل میڈیا میں فاضلین جامعہ کے واٹس ایپ گروپس میں کیا۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

عبد الرحمٰن محمدی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس بابرکت اجتماع کے تمام منتظمین، معاونین اور خدمت گاروں کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، ان کے علم و عمل میں برکت نازل فرمائے اور انہیں مزید علمی و روحانی خدمت کی توفیق بخشے۔ یہ روشن چراغ یونہی فروزاں رہے اور علم و عرفان کی روشنی نسل در نسل منتقل ہوتی رہے۔ آمین یارب العالمین!

رات پروگرام کی انتہائی خوش کن اور باعث مسرت باتوں میں سے روپڑی خاندان کے بزرگوں کا ایک اسٹیج پر جمع ہونا تھا۔ جب شیطان خاندانوں کو توڑ کر اور ان کے مابین افتراق وانتشار اور دوریاں پیدا کر کے خوش ہوتا

ہے تو خاندانوں کے ملنے، جڑنے اور ان کے باہم متحد ہونے سے مومن کا خوش ہونا ایمان کی علامت ہے۔ اللہ رب العزت اس اتحاد کو باعث خیر بنائے، اسلام اور اہل اسلام کیلئے نافع بنائے۔

آصف اسماعیل

آج مادر علمی جامعہ لاہور الاسلامیہ کی روح پرور فضا میں ایک حسین منظر دیکھنے کو ملا، جہاں دین اسلام کی اشاعت میں نمایاں کردار ادا کرنے والے ممتاز روپڑی خاندان کا اتحاد اور یکجہتی اپنی مثال آپ تھا۔ عرصہ دراز سے ادارے میں منصبِ تدریس پر فائز اساتذہ کرام کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے، ان کی محنت، خلوص اور علم دوستی کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

خصوصی طور پر، مثالی طلبہ کو عمرے کے ٹکٹ سے نوازا جانا ایک قابلِ رشک سعادت تھی، جبکہ اساتذہ، دوست احباب، کلاس فیلوز اور جامعہ کے رفقاء سے ملاقات نے دل کو خوشی اور شادمانی سے بھر دیا۔ یہ لمحات نہ صرف روحانی مسرت کا باعث بنے بلکہ علمی و دینی وابستگی کو مزید تقویت بھی ملی۔

اللہ تعالیٰ ابو الجامعہ اور تمام اساتذہ کرام کی شب و روز کی محنت، خلوص اور محبت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کو مزید ترقی و استحکام بخشے۔ آمین!

انتظامیہ کی طرف سے شرکاء ملتقی کے لیے اظہار تشکر

ابناء جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) کا اخلاص، تعلق اور تعاون ہمارے لیے ہمیشہ باعثِ افتخار رہا ہے۔ ہم دل کی گہرائیوں سے آپ تمام معزز ہستیوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اپنی قیمتی مصروفیات ترک کر کے مادرِ علمی کی پکار پر لبیک کہا اور اس عظیم اجتماع کو رونق بخشی۔

آپ جیسے علم و دانش کے حامل ڈاکٹرز، پروفیسرز، مدرسین، مصنفین، دعاۃ، خطباء اور قراء کرام کی شرکت ہمارے لیے نہایت عزت و افتخار کا باعث تھی، بلکہ ہمارے ہاں زیر تعلیم طلبہ کے لیے بھی فکری و علمی رہنمائی کا بیش بہا ذریعہ ثابت ہوئی۔ آپ کی موجودگی نے اس روحانی محفل کو مزید وقار بخشا اور اسے یادگار بنا دیا۔

ہماری حتی المقدور کوشش تھی کہ آپ کی میزبانی آپ کے شایانِ شان ہو، تاہم آپ کو کسی کمی کا احساس ہوا ہو تو امید ہے کہ اسے نظر انداز فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ خیراً وبارک فیکم

منجانب

مدنی برادران، انتظامیہ اور نمائندگان فضلائے جامعہ

جامعہ لاہور الاسلامیہ کی سالانہ پروقار تقریبات

مرتب: پروفیسر حافظ محمد ظہیر

جامعہ لاہور الاسلامیہ: نصف صدی پر محیط علمی ودینی خدمات

وطنِ عزیز پاکستان میں علومِ دینیہ کی ترویج اور عصری تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ تعلیم کی فراہمی میں جامعہ لاہور الاسلامیہ ایک درخشندہ مینار کی حیثیت رکھتا ہے۔ پچاس سالہ شاندار علمی ودینی خدمات کے حامل اس ادارے نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے علماء وفضلاء کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا ہے جو دنیا بھر میں دینِ اسلام کی تبلیغ اور دفاع کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ جامعہ کا نصابِ تعلیم قال اللہ و قال الرسول کی بنیاد پر استوار ہے، جہاں ہر لمحہ علم وحکمت کے موتی بکھرتے ہیں۔ اس عظیم درسگاہ نے ہزاروں علماء تیار کیے ہیں جو مساجد، مدارس، جامعات، اور بین الاقوامی علمی حلقوں میں دین کی اشاعت میں مصروفِ عمل ہیں۔

سالانہ تقریبات: تجدیدِ عہد اور علمی ورثے کا احیاء

جامعہ لاہور الاسلامیہ میں ہر سال روایتی جوش وخروش کے ساتھ سالانہ تقریبات منعقد کی جاتی ہیں، جن میں ملک بھر سے علمائے کرام، اساتذہ، طلبہ اور فضلاء شریک ہوتے ہیں۔ ان تقریبات کا مقصد نہ صرف علمی نشستوں کا انعقاد ہوتا ہے بلکہ فضلاء جامعہ کو ایک فکری پلیٹ فارم مہیا کرنا اور دینی وعصری تقاضوں کے مطابق علماء کی ذمہ داریوں کو اجاگر کرنا بھی ہوتا ہے۔

امسال بھی روح پرور سلسلہ ۴ فروری ۲۰۲۵ء بروز منگل، بعد نمازِ ظہر سے شروع ہوا، جس میں فضلاء جامعہ، اساتذہ اور دینی علوم سے وابستہ افراد نے بھرپور شرکت کی۔ مختلف علمی نشستوں، فکر انگیز خطابات اور تقریبِ تکمیلِ بخاری نے ان لمحات کو یادگار بنایا۔

ملتقی الفضلاء الاجتماعی: فضلاء جامعہ کا یادگار اجتماع

تقریبات کا آغاز فضلاء جامعہ کے خصوصی اجتماع ملتقی الفضلاء الاجتماعی سے ہوا، جو جامعہ کی تاریخی فاطمہ مسجد میں منعقد کیا گیا۔ اس کا عنوان: "جامعہ رحمانیہ اور اس سے جڑی ہماری یادیں" تھا۔ اس میں فضلاء جامعہ رحمانیہ نے جامعہ میں گزارے گئے لمحات اور مادرِ علمی سے اپنے دلی تعلق کا اظہار کیا۔

علماء کی ذمہ داریاں اور مستقبل کی حکمتِ عملی

نمازِ عصر کے بعد جامعہ کے متصل پارک میں "علماء کی ذمہ داریاں اور مستقبل میں مؤثر کردار کی حکمتِ عملی" کے عنوان سے دوسری نشست منعقد ہوئی، جس میں ڈاکٹرز، پروفیسرز، خطباء، مدرسین اور سعودی جامعات کے فضلاء خصوصی طور پر مدعو کیے گئے۔ اس نشست کی نقابت ڈاکٹر آصف جاوید نے کی، تلاوت کی سعادت قاری احمد ہاشمی نے حاصل کی اور نظم کے لیے ایک بار پھر محترم عبد اللہ عزام کو دعوت دی گئی۔ اس نشست میں علماء نے عصر حاضر میں علماء کے چیلنجز اور ان کے مؤثر کردار پر روشنی ڈالی۔

جامعہ لاہور الاسلامیہ کی سالانہ تقریبات... ایک تاریخ ساز لمحہ

جامعہ لاہور الاسلامیہ کی سالانہ تقریبات ہمیشہ کی طرح اس سال بھی انتہائی شاندار، روح پرور اور علم و حکمت سے بھرپور رہیں۔ اس یادگار موقع پر جہاں علمی و فکری موضوعات پر روشنی ڈالی گئی وہیں علماء کرام اور مشائخ عظام کو ان کی علمی و دینی خدمات پر خصوصی اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا، جس کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ کی روح پرور صدائیں بلند ہوئیں، جو سامعین کے دلوں کو کیف و سرور سے بھر گئیں۔

مہمانِ خصوصی کی شرکت... ایک یادگار شرف

اس بابرکت محفل میں مہمانِ خصوصی محترم جناب عبد المالک مجاہد حفظہ اللہ (ڈائریکٹر دار السلام ریاض) کی شرکت نے تقریب کو چار چاند لگا دیے۔ ان کی آمد کو سامعین نے والہانہ انداز میں سراہا اور ان کی علمی و فکری خدمات پر خراجِ تحسین پیش کیا۔

عبد المالک مجاہد حفظہ اللہ نے اپنے خطاب میں اپنی حالیہ تصنیف "امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ" کا تعارف پیش کیا اور اس کے علمی و تحقیقی نکات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی فکر، ان کے اجتہادی نظریات اور علمی اثرات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ بعد میں یہ کتاب خصوصی طور پر مشائخ کرام میں تقسیم کی گئی تاکہ اس علمی خزانے سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں اور اس کے مضامین کو آگے پہنچایا جا سکے۔

اپنے خطاب کے دوران عبد المالک مجاہد حفظہ اللہ نے پاکستان اور برصغیر کی علمی و دینی تاریخ میں روپڑی خاندان کی بے مثال خدمات کا ذکر خاص طور پر کیا۔ انہوں نے کہا کہ روپڑی خاندان کی درسگاہیں اور ان کی علمی و تحقیقی کاوشیں امتِ مسلمہ کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ انہوں نے زور دیا کہ اس خاندان کے اکابرین نے دین

اسلام کی ترویج واشاعت میں جو کردار ادا کیا ہے، وہ ناقابلِ فراموش ہے اور ان کی علمی وراثت کو محفوظ رکھنا اور اسے فروغ دینا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

درسِ بخاری اور شانِ محدثین

نمازِ مغرب کے بعد سالانہ اجتماع میں ایک نہایت اہم اور علمی نشست منعقد ہوئی، جس میں تقریبِ بخاری کا اہتمام کیا گیا۔ شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ محمد رمضان سلفی ﷾ نے صحیح بخاری کی آخری حدیث پر مفصل درس دیا۔ ان کے درس میں علمی نکات اور گرامر کی باریکیاں عمدہ انداز میں واضح کی گئیں۔ ان کا انداز محققانہ، عالمانہ اور فاضلانہ تھا، جس میں شیخ المشائخ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کے علمی ورثے کی جھلک نمایاں تھی۔

انتقالِ ذمہ داری: ایک تاریخی لمحہ

تقریب میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کے شیخ الجامعہ، ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ نے اپنی علمی و انتظامی سرپرستی اپنے برادرِ اصغر فضیلۃ الشیخ حافظ عبد الوحید روپڑی حفظہ اللہ کے سپرد کی، جسے انہوں نے خوش دلی سے قبول کیا۔ یہ لمحہ جامعہ کے علمی و تحقیقی سفر میں ایک نئے باب کا آغاز تھا۔

روپڑی خاندان کی علمی و دینی خدمات

اس کے بعد ڈاکٹر عبید الرحمن محسن ﷾ نے خطاب کیا، جس میں روپڑی خاندان کی علمی و دینی کوششوں اور ان کے فیوض و برکات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے نہایت خوبصورت پیرائے میں بیان کیا کہ کس طرح روپڑی خاندان کی درسگاہیں امتِ مسلمہ کے لیے ایک عظیم علمی سرچشمہ رہی ہیں اور ان سے بے شمار طلبہ و علماء نے فیض حاصل کیا ہے۔ انہوں نے باہمی ہم آہنگی اور دینی اتحاد کی اہمیت کو اجاگر کیا اور تمام شرکاءِ محفل کو علمِ حدیث، علمائے کرام اور سلفِ صالحین کے علمی سرمائے سے جڑے رہنے کی تلقین کی۔

اس بزم کے خصوصی مہمان مولانا حافظ عبد الغفار روپڑی ﷾ تھے، آپ نے "روپڑی خاندان کی قائم کردہ درسگاہیں" کے عنوان پر اپنے خطاب میں فرمایا:

> "ہمارے جد امجد اور اکابرین نے برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد جب لاہور میں قیام کیا، تو سب سے پہلے یہاں دینی علوم کی ترویج کے لیے درسگاہیں قائم کیں۔ روپڑی خاندان کی لاہور میں اولین علمی کاوش جامعہ قدس تھی، جو چوک دالگراں میں قائم کی گئی۔ اس کے بعد اسی علمی ورثے کے تسلسل میں 'جامعہ رحمانیہ' وجود میں آیا، جو آج 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' کے نام سے معروف ہے۔"

انہوں نے سامعین کو اپنے اکابر کے علمی و دینی ورثے کو سنبھالنے اور باہمی محبت، اخوت، اتحاد اور اتفاق کے ساتھ اس عظیم مقصد پر محنت کرنے کی تلقین کی۔

عظیم نعت خواں محترم جناب حسن افضال صدیقی صاحب کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے شانِ طلبہ اور قرآن وحدیث کی عظمت کو بڑے خوبصورت اشعار کی صورت میں پیش کیا۔

تکمیل قراءاتِ عشرہ کانفرنس

جامعہ لاہور الاسلامیہ میں دو کالجز کام کررہے ہیں: قرآن کالج اور شریعہ کالج۔ شریعہ کالج میں درس نظامی کرایا جاتا ہے جس کی اختتامی تقریب صحیح بخاری کی آخری حدیث پر درس ہوتی ہے اور قراءاتِ عشرہ کا اختتام آخری سبق کی سماعت پر ہوتا ہے۔

قراءاتِ عشرہ کے آخری سبق کی سماعت

شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی ﷾ نے طلبہ سے آخری سبق سنا، جس میں تجوید، قراءات اور وجوہ کی باریکیاں درست کروائیں۔

حجیتِ قراءات پر علمی خطاب

قاری صہیب احمد میر محمدی ﷾ نے "حجیتِ قراءات" کے موضوع پر مدلل خطاب کیا، جس نے حاضرین کے قلوب میں قراءاتِ قرآنیہ کی علمی حیثیت کو مزید پختہ کیا۔

گلاپوشی کی پر وقار تقریب... اکابر علماء کی عزت افزائی

اس علمی و فکری نشست کے بعد وہ لمحہ آیا جس کا سب کو شدت سے انتظار تھا — گلاپوشی کی باوقار اور روحانی تقریب۔ اس کی سعادت کو محترم قاری صہیب احمد میر محمدی ﷾ نے حاصل کی کہ انہوں نے نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ اس بزم کے نمایاں مشائخ کرام اور اکابرین کی گلاپوشی کی۔

سب سے پہلے روپڑی خاندان کے چشم وچراغ کی گلاپوشی کی گئی:

محترم ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی — محترم حافظ عبد الوحید روپڑی

محترم مولانا عبد الغفار روپڑی — محترم مولانا عبد الوہاب روپڑی

اس کے بعد درج ذیل معزز علماء کرام اور مشائخ عظام کی بھی گلاپوشی کی گئی:

شیخ الحدیث محمد رمضان سلفی — شیخ الحدیث محمد شفیق مدنی — شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی

شیخ الحدیث زید احمد | مولانا عبد المالک مجاہد | محترم انوار غنی

محترم خواجہ کاشف الٰہی

حاضرین نے اپنی آنکھوں سے اکابر علماء کو عزت و تکریم سے نوازتے دیکھا تو ہر آنکھ احترام اور محبت کے جذبات سے معمور تھی، ہر دل عقیدت و تقدس کے جذبات سے سرشار تھا۔

اعزازی شیلڈز کی تقسیم ... دینی خدمات کا اعتراف

اس کے بعد مہمانانِ گرامی، مشائخ عظام، (مختلف اداروں کے) مدیران اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کے منتظمین کرام میں اعزازی شیلڈز تقسیم کی گئیں، تاکہ ان کی دینی و علمی خدمات کا اعتراف کیا جاسکے۔

یہ اعزاز حاصل کرنے والے علماء و مشائخ کرام درج ذیل تھے:

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عباس (قطر)
فضیلۃ الشیخ حافظ عبد العظیم اسد
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبد الماجد سلفی
فضیلۃ الشیخ حافظ عبد الوحید (دار الفلاح)
فضیلۃ الشیخ محمد اجمل بھٹی
فضیلۃ الشیخ قاری فہد اللہ مراد
فضیلۃ الشیخ قاری عبد السلام عزیزی
فضیلۃ الشیخ سید علی القاری
فضیلۃ الشیخ ریاض احمد عزیزی
فضیلۃ الشیخ نعمان مختار لکھوی
فضیلۃ الشیخ نعیم الرحمن ناصف
فضیلۃ الشیخ حافظ عبد اللہ دانش

تقسیمِ اسناد و اعزازات

اس سال صحیح بخاری سے سندِ فراغت حاصل کرنے والے طلبہ کو خصوصی شیلڈز اور اسناد دی گئیں۔

عمرے کا ٹکٹ: جامعہ لاہور الاسلامیہ کی ایک مثالی روایت کا تسلسل

الحمدللہ! جامعہ لاہور الاسلامیہ ہر سال اپنے مثالی اساتذہ، منتظمین اور نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے طلبہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں عمرے کے ریٹرن ٹکٹس سے نوازتا ہے۔ یہ جامعہ کی ایک شاندار روایت ہے، جو نہ صرف حوصلہ افزائی کا ذریعہ بنتی ہے بلکہ علمی ترقی کی راہیں بھی ہموار کرتی ہے۔

تدریسی خدمات کا اعلیٰ اعتراف

جامعہ کے ۱۴۰ / اساتذہ میں سے اس سال سب سے نمایاں تدریسی خدمات کے اعتراف میں شیخ الحدیث زید احمد بن عبد العزیز حفظہ اللہ کو عمرے کا ریٹرن ٹکٹ دیا گیا، جو ان کی گراں قدر علمی کاوشوں کا ثمر ہے۔

مثالی انتظامی خدمات پر اعزازات

اسی طرح جامعہ میں ہر سال انتظامی خدمات کے میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے منتظمین کو بھی عمرے کا ٹکٹ دیا جاتا ہے۔ اس سال درج ذیل احباب کو یہ سعادت حاصل ہوئی:

① قاری محمد بابر بھٹی صاحب

② محترم اقبال نوید صاحب

مثالی طلبہ کے لیے سعادتِ عمرہ

ہر سال تین نمایاں طلبہ کو ان کی تعلیمی کارکردگی کی بنیاد پر عمرے کے ریٹرن ٹکٹس دیے جاتے ہیں، لیکن اس سال جامعہ کی دو برانچوں، مرکز البیت العتیق اور ٹیپو بلاک سے پانچ طلبہ کو اس سعادت سے نوازا گیا:

حافظ گلزیب الرحمن — حافظ محمد اسماعیل — حافظ شاہد شوکت

حافظ محمد عمر — حافظ زیب ذہبی

فقاہتِ امام بخاری پر بصیرت افروز خطاب

شیخ الحدیث محمد شفیق مدنی حفظہ اللہ نے "فقاہتِ امام بخاری" پر خطاب کرتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ کی علمی عظمت، حدیث میں ان کے منفرد اسلوب اور فقہ الحدیث میں ان کے اجتہادی نکات پر روشنی ڈالی۔

اختتامیہ... محبت، اخوت اور علمی وراثت کی حفاظت کا پیغام

پروگرام کے آخر میں پروفیسر مزمل احسن شیخ حفظہ اللہ نے اختتامی کلمات اور دعا فرمائی۔ ان کے رقت آمیز لہجے اور خشوع و خضوع سے مانگی گئی دعاؤں نے محفل پر ایک روحانی کیفیت طاری کر دی۔

یہ بزمِ محبت، اخوت اور علمی وراثت کی حفاظت کے عظیم پیغام کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ تمام شرکاء نے اس ایمان افروز مجلس میں گزارے گئے لمحات کو یادگار قرار دیا اور اس تقریب کے بابرکت اثرات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کا عزم کیا۔ اس تقریب کے تمام لمحات کو سامعین نے نہ صرف دلوں میں محفوظ کیا بلکہ علمی ورثے کی حفاظت کے عہد کے ساتھ اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد تمام مہمانانِ گرامی اور حاضرین کے لیے پر تکلف ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ایسی محافل کو خیر و برکت کا ذریعہ بنائے اور امتِ مسلمہ کو اتحاد، علم اور عمل کی روشنی عطا کرے۔

زیر سرپرستی حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ

50 سالوں پر محیط مدنی وروپڑی علماء کی عظیم تعلیمی جدوجہد کی امین درس گاہ

جامعۃ لاہور الاسلامیۃ (رحمانیہ)

اعلان داخلہ 2025

طلباء کیلئے

درس نظامی، تجوید وقراءات اور وفاق کے ساتھ ساتھ
میٹرک سے BS تک آٹھ سالہ معیاری نظامِ تعلیم

طالبات کیلئے

چھ سالہ درس نظامی کے ساتھ بی ایس کا معیاری نظام تعلیم
ڈپلومہ، سمر کورسز اور حفظ القرآن کی شہری ورہائشی کلاسز

آپ یقیناً چاہیں گے کہ آپ کا نونہال اسلامی ریسرچ سکالر، راسخ العقیدہ اور داعی الی اللہ ہو، صاحب کتاب اور صاحب قلم ہو، اردو، عربی، انگلش زبان میں لکھنا، پڑھنا اور بولنا جانتا ہو تو جامعۃ لاہور الاسلامیۃ (رحمانیہ) سے بہتر کوئی انتخاب نہیں، جو آپ کے خوابوں کی تکمیل کر سکے۔

خصوصیات

- نامور علماء، ریسرچ سکالرز اور ماہرین تعلیم سے استفادہ کے مواقع
- شرعی وعصری علوم وفنون میں ماہر محنتی اور تجربہ کار اساتذہ
- طلبہ وطالبات کے لیے آرام دہ اور محفوظ رہائشی سہولت۔
- ملکی وبین الاقوامی یونیورسٹیوں میں داخلے کے مواقع
- ماہانہ ٹیسٹ سسٹم اور کارکردگی رپورٹ کا اجرا
- پرسکون علمی اور فرحت افزا تعلیمی ماحول
- نئے کلاس رومز شاندار بلڈنگ
- 24 گھنٹے کا تعلیمی وتربیتی مرتب ٹائم ٹیبل
- سالانہ مطالعاتی وتفریحی ٹورز
- تعلیمی تحریری وتقریری مقابلہ جات
- جامع لائبریری

شعبہ طالبات کی بلڈنگ کو خطیر رقم سے وسیع اور بہترین بنایا گیا ہے۔

سہولیات

- علاج معالجے کی سہولت
- ہاسٹل / تین وقت کا معیاری کھانا
- صاف شفاف پانی کے لیے جدید فلٹریشن اور چلر

شرائط

- امیدوار کا ناظرہ قرآن + مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔
- داخلہ انٹری ٹیسٹ کے ذریعے صرف میرٹ پر ہوگا۔
- طالب علم نے سکول کے جس مرحلے (مڈل، میٹرک) کی تعلیم مکمل کی ہے، انٹری ٹیسٹ اسی نصاب سے لیا جائے گا۔
- حفظ + پرائمری کی صورت میں داخلہ ابتدائی پری (9) کلاس میں ہوگا۔
- بوقت داخلہ اپنے تعلیمی کوائف، ب فارم / شناختی کارڈ والد سرپرست کے قومی شناختی کارڈ کی کاپی اور دو عدد تصاویر کا لانا لازمی ہوگا۔
- داخلہ کے وقت والد / سرپرست کا آنا ضروری ہے۔

رجسٹریشن کے لیے درج ذیل معلومات دیے گئے نمبرز پر واٹس ایپ کریں:

نام / ولدیت / سابقہ تعلیمی قابلیت / مکمل پتہ / رابطہ نمبر

ڈاکٹر حافظ شاکر محمود 0304-4328010
قاری محمد ظہیر ادریس 0305-4466182

داخلہ ٹیسٹ کی تاریخ: 07 اپریل 2025 صبح 9 بجے (بروز سوموار)

حافظ ڈاکٹر حمزہ مدنی — جامعۃ لاہور الاسلامیۃ (رحمانیہ) مرکز البیت العتیق

جمال چوک خیابان جناح
نزد نشیمن اقبال لاہور

www.kitabosunnat.com magazine.mohaddis.com

CPL No. 49
Vol.56 No.1

Monthly MUHADDIS Lahore

35866476
35866396

عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں
لیکن تعصّبات سے بالا تر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظرانداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

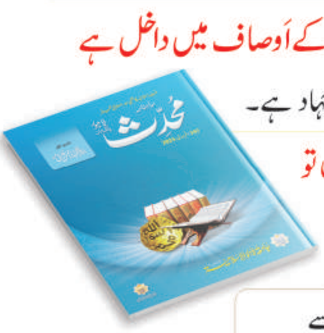

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

- قیمت فی شمارہ ۱۰۰ روپے
- زرِسالانہ ۶۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL 99-J, Model Town, Lahore 54700

Designing: AK 0321-4966404